إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ

کتاب وسنت کا ترجمان علمی دعوتی واصلاحی

سہ ماہی مجلّہ

المکرم

نگران
حافظ اسعد محمود سلفی

مدیر
مجیب الرحمٰن سیاف

شمارہ نمبر 28

صفر، ربیع الاول، ربیع الثانی 1436ھ | دسمبر، جنوری، فروری 2015-16ء

بیاد

شیخ الحدیث والتفسیر
حضرت مولانا محمد اسمٰعیل سلفی رحمہ اللہ

مولانا حکیم محمود سلفی رحمہ اللہ

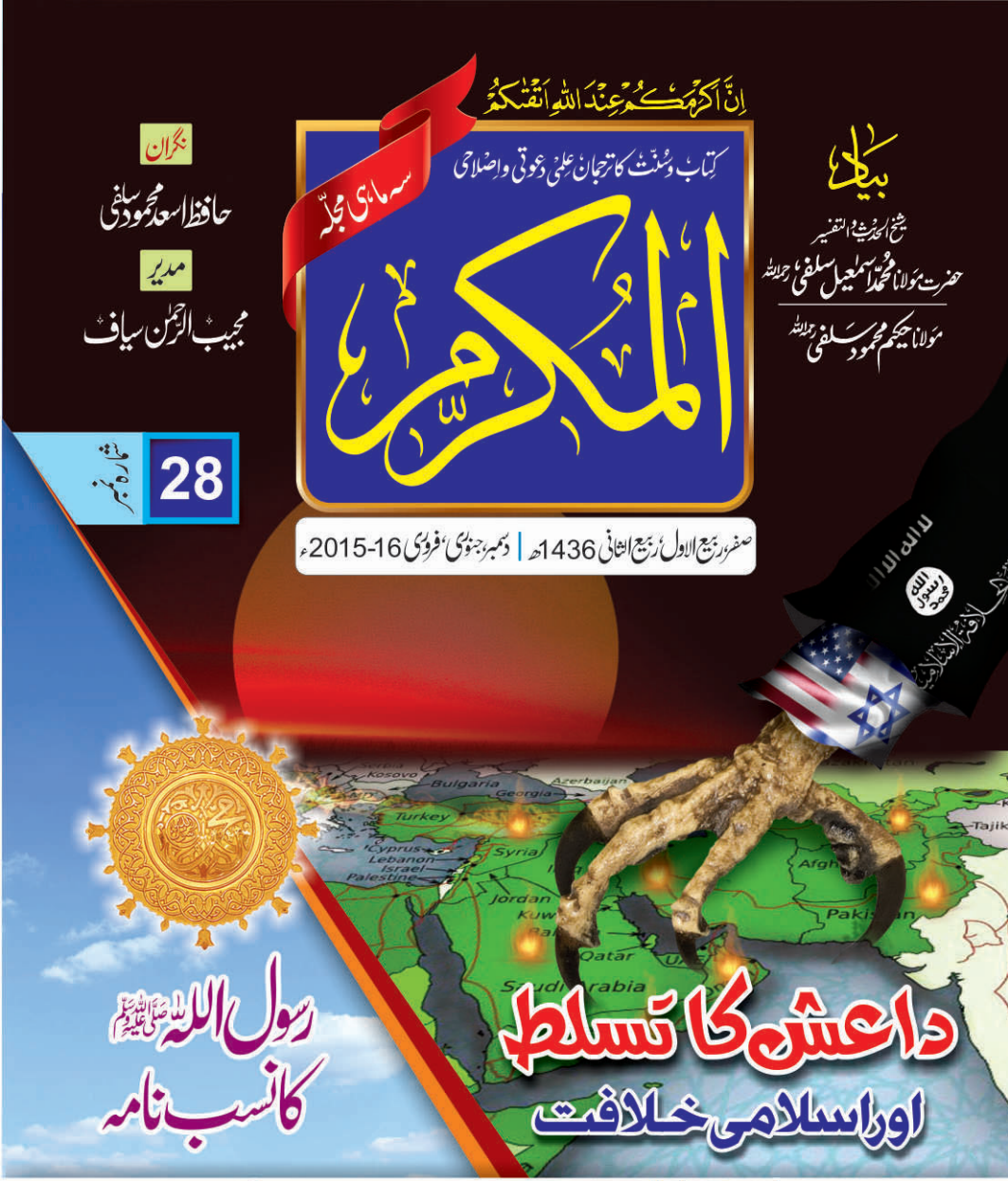

داعش کا تسلط اور اسلامی خلافت

رسول اللہ ﷺ کا نسب نامہ

غلطیوں کی اصلاح سیرت طیبہ کی روشنی میں

صاحب علم وعرفان حافظ عبدالحمید ازہر رحمہ اللہ

عمامے اور جرابوں پر مسح

ناشر: شعبۂ نشر واشاعت جامعہ اسلامیہ سلفیہ (مسجد مکرم) ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ (القرآن)

سہ ماہی مجلّہ

کتاب وسنّت کا ترجمان علمی دعوتی واصلاحی

المکرم

28

بیاد

شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت مولانا محمد اسمٰعیل سلفی رحمہ اللہ

و

مولانا حکیم محمود سلفی رحمہ اللہ

مدیر

مجیب الرحمٰن سیاف

معاون

اعزاز الحق نعیم

سرپرست

چوہدری محمد بشیر ایڈووکیٹ

مہتمم جامعہ ھذا

نگران اعلیٰ

حافظ اسعد محمود سلفی

مجلس ادارت

- پروفیسر حافظ ارشد حفظہ اللہ
- غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری حفظہ اللہ
- ڈاکٹر حماد لکھوی حفظہ اللہ
- ڈاکٹر مسعود اظہر حفظہ اللہ
- الشیخ عبدالوحید ساجد حفظہ اللہ
- الشیخ محمد مالک بھنڈر رحمہ اللہ
- الشیخ محمد عظیم حاصلپوری حفظہ اللہ
- الشیخ عثمان اسماعیل سلفی حفظہ اللہ
- ضیاء اللہ کھوکھر حفظہ اللہ

خط وکتابت

جامعہ اسلامیہ سلفیہ

(مسجد مکرم) ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ

0301-5073941/055-3846592

مجلّہ المکرّم کو انٹرنیٹ پر آن لائن پڑھنے کے لیے

www.scribd.com/almukarramgrw

Email: mukarram.grw@gmail.com

زرتعاون ماہنامہ ——— 25 روپے

زرتعاون سالانہ ——— 100 روپے

ادارہ کا مضمون نگار کی رائے سے کلی اتفاق ضروری نہیں

سرکولیشن منیجر

اشعر غسان

0333-8111709

فہرس

اداریہ	مولانا عثمان اسماعیل	3
درس قرآن	شیخ عبدالوحید ساجد	5
درس حدیث	شیخ محمد مالک بھنڈر	7
الٰہ کی صفات	مولانا رحمت اللہ شاکر	8
احکام ومسائل	شیخ عبدالوحید ساجد	15
عمامے اور جرابوں پر مسح	ابومعاویہ ہزاروی	18
دہشت گرد کون؟	مولانا عثمان اسماعیل	23
داعش کا تسلط اور اسلامی خلافت	مولانا رفیق طاہر	29
غلطیوں کی اصلاح سیرت طیبہ کی روشنی میں	مجیب الرحمٰن سیاف	39
رسول اللہ ﷺ کا نسب نامہ	مولانا محمد عظیم حاصل پوری	44
فضائل محمد رسول اللہ ﷺ	مولانا یحییٰ طاہر	51
صاحب علم وعرفان حافظ عبدالحمید ازہر	حافظ محمد یوسف سراج	54
روح کی غذا	حافظ اسامہ اشرف	63

جامعہ اسلامیہ سلفیہ جامع مسجد مکرم اہلحدیث ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ

شعبہ جات

علوم اسلامیہ (درس نظامی)
تجوید القرآن
حفظ القرآن
ترجمۃ القرآن

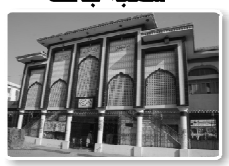

ناظرۃ القرآن
تعلیم بالغاں
تعلیم نسواں
دارالافتاء

نشرواشاعت

نوٹ / جامعہ ھذا کے تمام شعبہ جات کا آغاز 10 شوال سے ہوتا ہے / 0321-7202700

اداریہ

انہی کا حق ہے

مولانا عثمان اسماعیل سلفی

عالمی افق پر حالات بڑی تیزی سے بدل رہے ہیں، دنیا کے نام نہاد ٹھیکیدار اور عالمی امن کے ضامن کہلوانے والے اپنی طاقت کے زعم میں کمزور ملکوں کو شطرنج کے مہروں کی طرح استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ عالمی استعماری طاقتیں ایک طرف مشرقِ وسطیٰ میں اسرائیل کو اور دوسری طرف ایشیا میں انڈیا کو ''گریٹ'' بنانے کی کوششوں میں ہیں۔

جنگِ عظیم اوّل ہو یا جنگِ عظیم دوم، ان کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی تھا کہ کچھ ممالک اپنے آپ کو عظیم سے عظیم تر کرنا اور دوسرے ملکوں کے دولت کے ذخائر کو ہتھیانا چاہتے تھے۔ چنانچہ انسانی حقوق کے ان علمبرداروں نے اپنی اسی خواہش کو پورا کرنے کے لیے جنگِ عظیم اوّل میں ۷۵ لاکھ انسانوں کو ابدی نیند سلا دیا اور جنگِ عظیم دوم (۱۹۳۹ تا ۱۹۴۵ء) میں مجموعی طور پر ۴ کروڑ انسان ان کی دہشت گردی کی بھینٹ چڑھے۔

اب کی بار بھی معاملہ مختلف نہیں، نائن الیون کا واقعہ ہو یا حالیہ پیرس حملوں کا واقعہ، ان تمام عالمی قوتوں نے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ وہ جب چاہیں کسی ایک واقعے کی بنیاد پر دنیا کو اور بالخصوص مسلم امہ کو ہانک سکتے ہیں جب کہ دوسری طرف کشمیر اور فلسطین جیسے علاقوں کے مظلوم مسلمان صرف یہی سوچ سکتے ہیں کہ اپنے مقتولین کا حساب مانگنے کا کیا صرف انہی کو حق ہے۔

روس کی طرف سے ترکی کی فضائی حدود کی خلاف ورزی کا واقعہ ہو یا داعش (کہ جس کی تخلیق کے پسِ پردہ انہی کی خواہش نظر آتی ہے) جیسی بے بنیاد اسلامی شناخت والی تنظیموں کو بنیاد بنا کر مسلم ممالک کو لائن حاضر کرنے کا معاملہ، یا پیرس حملے کے بعد شام میں مسلسل بمباری کر کے سیکڑوں مسلمانوں کو شہید کرنے کا معاملہ ہو، کیا کوئی ان عالمی طاقتوں سے پوچھنے کی جسارت کر سکتا ہے کہ سرکار اور کتنے مارو گے؟ ہرگز نہیں! کیونکہ اوروں کی تعداد کا تعین کرنا بھی انہی کا حق ہے اور اس

کی واضح دلیل یہ ہے کہ نائن الیون سے اب تک ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں مسلمان شہید کر دیے گئے مگر نائن الیون کا منحوس سایہ کس وقت ٹلے گا اس وقت کا تعین کرنا بھی لگتا ہے کہ انہی کا حق ہے۔ایک واقعہ کو بنیاد بنا کر پوری امتِ مسلمہ کو دہشت گرد قرار دینا اور فلسطین اور کشمیر میں مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنے کا اسرائیل اور انڈیا کو کھلا اختیار دینا بھی انہی کا حق ہے۔

دوسری طرف یہی عالمی طاقتیں ایٹمی ٹیکنالوجی سمیت دیگر لوازمات سے نواز کر انڈیا کو اس علاقے کا تھانیدار بنانے کی کوششوں میں ہیں اور ایشیائی ممالک کو اپنے ماتحت کرنے اور بالخصوص پاکستان کو کمزور کرنے کے لیے ان عالمی منافقین نے ایران ، بھارت اور افغانستان کی صورت میں پاکستان کے خلاف ایک نیا ''تثلیثی اتحاد'' وضع کیا ہے۔ان حالات میں پاک چائنہ اکنامک کوریڈور اور گوادر بندرگاہ کا منصوبہ انتہائی اہمیت کے حامل ہیں جس کی وجہ سے دشمنانِ پاکستان کی نیندیں حرام ہو چکی ہیں ان منصوبوں کے خلاف ان کے زبانی تحفظات تو کھل کر منظرِ عام پر بھی آ چکے ہیں۔(وما تخفي صدورهم اكبر)

مزید حالیہ ماحول میں پاکستان کے شیر دل جرنیل جناب ''راحیل شریف'' کی طرف سے عالمی فورم پر پاکستان اور کشمیر کی بھرپور نمائندگی کرنے اور انڈیا کے پاکستان دشمن عزائم کو خاک میں ملانے پر وہ دل کی گہرائیوں سے خراجِ تحسین کے مستحق ہیں۔آرمی چیف نے نہ صرف ملکی مسائل بلکہ عالمی مسائل پر بھی دوٹوک موقف اختیار کیا ہے۔یمن کی جنگ اور منیٰ کے سانحہ کے بعد پیدا ہونے والی صورتحال میں امتِ مسلمہ میں چھپے بعض آستین کے سانپوں نے جس طرح سعودی عرب کو کمزور کرنے کی کوشش کی، آرمی چیف نے ان حالات میں سعودی عرب کے بارے میں دفاعی بیان دے کر نہ صرف اپنی بصیرت کا اظہار کیا ہے بلکہ آرمی چیف کی گرج دار بڑھک نے مخالفین اور منافقینِ ملت اسلامیہ کو ناکام کر دیا ہے۔

اور یہ بات عیاں ہوگئی ہے کہ پاکستانی افواج کل کی طرح آج بھی ارضِ حرمین کے چوکیدار بھی ہیں اور عالمِ اسلام کے علمبردار بھی۔حالیہ کیمبرین پٹرول مشقوں میں ۱۲۰ ممالک کی افواج میں سے پاکستانی آرمی کے جوانوں نے فرسٹ پوزیشن اور گولڈ میڈل حاصل کر کے ثابت کر دیا ہے کہ پاک فوج نہ صرف ہر قسم کے چیلنجز سے نمٹنے کی صلاحیت رکھتی ہے بلکہ حقیقی معنوں میں پوری دنیا کی افواج میں سے دلیر فوج کہلوانا ''انہی کا حق ہے۔

درس قرآن

سیرت وفضیلت

شیخ عبدالوحید ساجد شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ سلفیہ ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ

«« لَقَدْ جَاءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ »»

''بلاشبہ یقیناً تمہارے پاس تمہیں میں سے ایک رسول آیا ہے اس پر بہت شاق ہے کہ تم مشقت میں پڑو تم پر بہت حرص رکھنے والا ہے مومنوں پر بہت شفقت کرنے والا نہایت مہربان ہے۔''(التوبہ 128)

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے دو عظیم احسانوں کا ذکر فرمایا ہے پہلا احسان یہ کہ انسانوں کی رہنمائی دنیوی واخروی فوز وفلاح کے لیے اپنے رسول کو مبعوث کیا۔ اولین مخاطب اگرچہ عرب ہیں لیکن یہ خطاب روئے زمین کے تمام لوگوں کے لیے ہے لہذا آپ کی نبوت ورسالت عام ہے جیسا کہ دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

«« قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا »»

کہہ دے اے لوگو بے شک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں (سورہ اعراف 158)

مومنوں کے لیے اس احسان کی اہمیت اس وقت مزید دوچند ہوگئی جب ان کو اس کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

«« لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ »»

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر احسان کیا جب اس نے ایک رسول انہی میں سے بھیجا

جوان پر اس کی آیات پڑھتا اور انہیں پاک کرتا اور انہیں کتاب اور حکمت سیکھاتا ہے ۔حالانکہ وہ اس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں تھے۔'' (سورہ آل عمران 164)

دوسرا احسان یہ کہ انسانوں کی ہدایت رہنمائی کے لیے جو رسول مبعوث کیا وہ انہی کی جنس میں سے کیا من انفسھم : انہی میں سے کسی دوسری مخلوق میں سے نہیں کیا کیونکہ انسانی ضروریات، رشتہ ناطہ داری، بچپن، جوانی پڑھاپا بیماری صحت، رنج والم، راحت وفرحت، بھوک پیاس، فقروغنیٰ، اجارت و تجارت، حیات و وفات کو انسان ہی بخوبی سمجھ پاتا ہے اس لیے رسول بھی انسانوں میں سے ہی بھیجا اگر کسی دوسری مخلوق سے مبعوث ہوتا تو نہ وہ انسانوں سے مانوس ہوتا اور نہ انسان اس سے مانوس ہوتے اور نہ ہی وہ انسانوں کے لیے بہتر نمونہ بنتا۔ارشادِ ربانی ہے:

«قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ»

''کہہ دے کہ میں تو تم جیسا ایک بشر ہی ہوں (فرق یہ ہے کہ) میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود صرف ایک ہی معبود ہے۔'' (سورۃ کہف 110)

نیز فرمایا:

«قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَراً رَّسُوْلًا»

''تو کہہ دے میرا رب پاک ہے میں تو ایک بشر رسول ہے۔''

گویا یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم اور احسان ہے کہ بندوں کی رہنمائی کے لیے انہی جیسا رسول بھیجا تا کہ وہ اس کی بات سمجھیں اور اس کی زندگی ان کے لیے مشعل راہ بنے۔اللہ تعالیٰ ہمیں حق بات سمجھنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین!

بقیہ درس حدیث

کی حفاظت کرنا اور بات ہے۔رسول اللہ نے فرمایا اللہ کا کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اگر چہ تیرے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائے یا تجھے جلا دیا جائے اور فرض نماز کو عمداً ترک نہ کرنا جس کسی نے فرض نماز کو عمداً ترک کیا اس سے اللہ کا ذمہ بری ہوگیا۔ (ابن ماجہ:٤٠٣٤)

درس حدیث

اقامتِ نماز

شیخ محمد مالک بھنڈر

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :خَمْسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللّٰهُ تَعَالَى مَنْ أَحْسَنَ وُضُوءَهُنَّ وَصَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ وَأَتَمَّ رُكُوعَهُنَّ وَخُشُوعَهُنَّ كَانَ لَهُ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ أَنْ يَغْفِرَ لَهُ، وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهُ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ، إِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:'' پانچ نمازیں اللہ نے فرض کی ہیں جو وضو عمدہ بنائے اور انہیں مقررہ وقت پر ادا کرے، رکوع اور خشوع کا پورا خیال رکھے تو ایسے آدمی کے لیے اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ اسے بخش دے گا اور جو یہ نہ کرے تو اس کے لیے اللہ کا کوئی وعدہ نہیں ہے اگر چاہے تو معاف کر دے اور اگر چاہے تو عذاب دے''۔(ابوداؤد کتاب الصلوۃ باب فی المحافظۃ علی الصلوٰت 425)

نمازوں کے اوقات کی حفاظت ضروری ہے کامل ومقبول نماز کے لیے تمام سنن واجبات کو جاننا اور ان پر عمل کرنا ضروری ہے کامل وضوء افضل وقت اور اعتدال ارکان اور دل کی حاضری لازم ہے اور اللہ کے وعدے جو اس کی شریعت میں بیان کیے گئے ہیں اعمال حسنہ پر موقوف ہیں اور اللہ عزوجل پر کوئی چیز واجب نہیں اس نے صرف اپنے فضل وکرم سے اپنے بندوں کے لیے اس قسم کے وعدے اپنے اوپر لازم فرمائے ہیں اور وہ اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کرتا۔اس روایت میں تارک نماز کا حکم نہیں بیان ہوا صرف خشوع وقت اور اعتدال کا حکم ہے کہ جو یہ کام کرے گا اسے معافی کا وعدہ ہے اور جو نہیں کرے گا اس سے معافی کا وعدہ نہیں ہے نماز ترک کرنا اور بات ہے اور مذکورہ امور بقیہ صفحہ نمبر:5

سلسلہ اصلاح عقائد

اللہ کی صفات..... الرحمٰن والرحیم

مولانا رحمت اللہ شاکر

سلف صالحین کے ہاں یہ متفق علیہ اصول ہے، اللہ کے اسماء وصفات پر ایمان اور صفات سے ثابت ہونے والے احکام پر ایمان لاتے ہیں، مثال کے طور پر ''اللہ تعالی رحمٰن ورحیم ہے، اور صفت رحمت سے بھی متصف ہے، جس کا تعلق مرحوم (مخلوق) کے ساتھ ہے، کائنات میں پائی جانے والی تمام نعمتیں اس کی رحمت کا نتیجہ ہے، اسی طرح باقی اسماء کا معاملہ ہے۔ تفسیر سعدی ۳۹/۱

الرحمٰن والرحیم دونوں اللہ کی صفت رحمت پر دلالت کرتے ہیں، جیسے اس کی شان کے لائق ہے، اللہ تعالی رحیم ہے مگر مخلوق سے کوئی مشابہت ہے نہ مماثلت، رحیم (ہونے کے لحاظ سے) یہ خالق ومخلوق میں مشترک ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ کی صفت ہوگی تو مخلوق سے کوئی مماثلت نہ ہوگی۔

متکلمین کے نزدیک رحمت بے بسی وکمزوری کا نتیجہ ہے، مثلا ایک انسان مجبور وبے کس، بیمار ومریض اور حادثہ یا کسی کے ظلم کا شکار ہونے والے کو دیکھ کر برداشت نہ کرتے ہوئے اس پر رحم کرتا، اسے ہسپتال پہنچاتا ہے، اس کی ہر قسم کی مدد کر کے خوشی وسکون محسوس کرتا ہے، اس لیے متکلمین حضرات کا خیال ہے، اللہ تعالی کی صفت رحمت حقیقی نہیں، بلکہ اس کا لازمی نتیجہ جزا اور بدلہ مراد ہے، ورنہ خالق کی مخلوق سے مشابہت لازم آئے گی، یہ نظریہ کسی اعتبار سے بھی درست نہیں

دوسری یہ بات قابل غور ہے، اس حقیقی صفت کو کسی مخلوق میں تسلیم کرتے ہوئے اس سے امیدیں وابستہ رکھنا بھی درست نہیں بلکہ واضح شرک ہے جو اللہ تعالی کو کبھی بھی گوارا نہیں۔ مذکورہ بالا تمہید کی روشنی میں ''الرحمٰن والرحیم'' کی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

الرحمٰن: یہ اللہ تعالی کے ساتھ خاص ہے، مخلوق میں سے کسی کو رحمٰن نہیں کہہ سکتے۔

بعض مفسرین کے نزدیک رحمٰن وہ ہے جو پوری مخلوق پر رحم کرنے والا ہے، اور انھیں وافر رزق دینے والا ہے۔

قرآن مجید میں یہ نام بطور (علم) بھی استعمال ہوا ہے

۱۔ ((الرَّحْمَنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ))

''رحمٰن نے، قرآن سکھایا، اسی نے انسان کو پیدا کیا، اور اسے بولنا سکھایا'' رحمٰن:۱۔۴

۲۔((قُلِ ادْعُوا اللَّهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمَنَ أَيًّا مَا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى))

کہہ دیجئے کہ اللہ کو ''اللہ'' یا ''رحمٰن'' کہہ کر پکارو، جس نام سے بھی پکارو تمام اچھے نام اسی کے ہیں۔ الاسراء:۱۱۰

۳۔((اَلرَّحْمٰن علی العَرْشِ اسْتَوَی))

(((جو رحمٰن ہے، عرش پر قائم ہے'' طٰہٰ:۵

کفار اللہ تعالیٰ کے نام ''الرحمٰن'' کو نہیں مانتے تھے

۱۔((كَذَلِكَ أَرْسَلْنَاكَ فِي أُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَا أُمَمٌ لِتَتْلُوَ عَلَيْهِمُ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُونَ بِالرَّحْمَنِ قُلْ هُوَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ مَتَابِ)) الرعد:۳۰

''اسی طرح ہم نے آپ کو اس امت میں بھیجا جس سے پہلے بہت سی امتیں گزر چکی ہیں کہ آپ انھیں ہماری طرف سے نازل ہونے والی وحی پڑھ کر سنائیں یہ (اللہ) رحمان کے منکر ہیں آپ کہہ دیجئے کہ میرا پالنے والا تو وہی ہے اس کے سوا درحقیقت کوئی بھی لائق عبادت نہیں اسی کے اوپر میرا بھروسہ ہے اور اسی کی جانب میرا رجوع ہے۔''

۲۔((وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْجُدُوا لِلرَّحْمَنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمَنُ أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُورًا)) الفرقان:۶۰

''ان سے جب بھی کہا جاتا ہے کہ رحمان کو سجدہ کرو تو جواب دیتے ہیں رحمان کون ہے؟ کیا ہم اسے سجدہ کریں جس کا تو ہمیں حکم دے رہا ہے اور اس (تبلیغ) نے ان کی نفرت میں مزید اضافہ کر دیا۔''

''رحمٰن'' بطور وصف بھی استعمال ہوا ہے بطور اسم اور وصف دونوں طرح اس کا استعمال جائز ہے

۱۔ ﴿﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾﴾

﴿﴿سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا'' الفاتحہ (۱۔۲)

۲۔ ﴿﴿وَإِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ﴾﴾ تمھارا معبود ایک ہے، اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ رحمٰن ورحیم ہے'' البقرہ:۱۶۳

یہاں رحمٰن ورحیم لفظ ''اللہ'' کی صفات ہیں، اللہ ورحمٰن اسم ذاتی ہیں اور باقی نام صفاتی ہیں

الرحیم: یہ خالق ومخلوق دونوں کے لیے استعمال ہوسکتا ہے۔

الرحیم: کا معنی یہ ہے، اس کی رحمت اپنے مومن بندوں کے ساتھ خاص ہے، دنیا میں انھیں ایمان کی دولت سے نوازا، اور قیامت کے دن انھیں دائمی اجر وثواب عطا فرمائے گا جو کبھی ختم ہونے والا نہیں

۱۔ رحیم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے

۱۔ ﴿﴿فَتَلَقَّى آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ﴾﴾

''آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے چند باتیں سیکھ لیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی، بیشک وہ ہی توبہ قبول کرنے والا ہے۔'' البقرۃ:۳۷

۲۔ ﴿﴿أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ﴾﴾ توبة:۱۰٤

''کیا ان کو یہ خبر نہیں کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور وہی صدقات کو قبول فرماتا

ہے اور اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے میں والا ہے۔''

۳۔«نَبِّئْ عِبَادِي أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ» «میرے بندوں کو خبر دے دو کہ میں بہت ہی بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہوں۔» الحجر:۴۹

۲۔ نبی ﷺ بھی رحیم ہیں

۱۔«لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ» توبہ:۱۲۸

''تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں جن کو تمہارے نقصان کی بات نہایت گراں گزرتی ہے جو تمہارے فائدے کے بڑے خواہش مند رہتے ہیں ایمانداروں کے ساتھ بڑے شفیق اور مہربان ہیں۔''

۲۔«وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ»

«اور ہم نے آپ کو تمام جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔'' الانبیاء:۱۰۷

آپ ﷺ کا رحیم ہونا اللہ تعالیٰ کے رحیم ہونے سے کسی اعتبار سے بھی مشابہ نہیں ہے۔

رحمت باری کے درجات

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سو درجات ہیں

۱۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے رحمت کو سو (۱۰۰) حصوں میں تقسیم کیا ہے، ننانوے (۹۹) حصے آپنے پاس رکھے ہیں، اور ایک حصہ زمین میں بھیجا ہے، اس ایک حصے کی وجہ سے مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں «حَتَّى تَرْفَعَ الْفَرَسُ حَافِرَهَا عَنْ وَلَدِهَا، خَشْيَةَ أَنْ تُصِيبَهُ» گھوڑا اپنا پاؤں اٹھا کر رکھتا ہے تاکہ اس کا بچہ روندھا نہ جائے''

بخاری (۶۰۰۰)

۲۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی تخلیق کے دن سے ہی رحمت کے سو (۱۰۰) درجات پیدا کیے ہیں، ہر درجہ زمین و آسمان کی وسعت کے برابر ہے، ایک حصہ دنیا میں رکھ دیا، جس کی وجہ سے ماں اپنے بچوں پر درندے اور پرندے ایک دوسرے پر شفقت کرتے ہیں (((فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ أَكْمَلَهَا بِهَذِهِ الرَّحْمَةِ))) قیامت کے دن مکمل سو درجے اپنے بندوں کے لیے خاص کر دے گا'' مسلم (۲۷۵۳)

دنیا و آخرت میں مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا بیان

ماں سے بھی زیادہ مہربان

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قیدی آئے، ایک عورت کی چھاتی سے دودھ بہہ رہا تھا اچانک بیٹے پہ نظر پڑی، پکڑ کر گود میں لیا اور دودھ پلانے لگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ منظر دیکھ کر) فرمایا:

''تم سوچ سکتے ہو یہ (اپنے) بچے کو آگ میں پھینک سکتی ہے؟ ہم نے عرض کی یہ قدرت (اختیار) رکھتے ہوئے کبھی ایسا نہیں کر سکتی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لَلَّهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهِ مِنْ هَذِهِ بِوَلَدِهَا))) اللہ تعالیٰ اس (ماں) سے (کہیں) زیادہ آپنے بندوں پر مہربان ہے۔'' بخاری (۵۹۹۹)

رحمت الٰہی کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''روز قیامت ایک آدمی کو تمام لوگوں کے سامنے بلایا جائے گا اس کے ننانوے (۹۹) برائیوں کے دفتر کھولے جائیں گے، ہر دفتر حد نگاہ تک پھیلا ہوگا، (اس کیفیت میں) اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے، اس میں کوئی زیادتی تو نہیں؟ وہ کہے گا اللہ! اس میں کوئی زیادتی نہیں، اللہ پوچھیں گے کراما کاتبین نے کوئی ظلم تو نہیں کیا؟ جواب دے گا نہیں،

اللہ کہیں گے تیرا کوئی عذر ہے؟ کوئی نیکی ہے؟ وہ ڈرتے ہوئے کہے گا نہیں، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تیری نیکیاں موجود ہیں، آج کوئی ظلم نہیں ہو گا، کاغذ کا ایک پرزہ (ٹکڑا) لایا جائے گا اس میں لکھا ہوگا «أشهد أن لا إله إلا الله، وأن محمدا عبده ورسوله» وہ آدمی کہے گا یا اللہ! اتنے گناہوں کے سامنے اس ٹکڑے کی کیا حیثیت ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ظلم کی کوئی صورت نہیں، گناہوں کے دفتر ایک پلڑے میں "والبطاقة في كفة" اور پرزہ دوسرے پلڑے میں، گناہوں والا پلڑا اوپر اٹھ جائے گا اور نیکیوں والا پلڑا بھاری ہو جائے گا ابن ماجہ (۴۳۰۰) صحیح

یہ اللہ کی انتہا درجہ رحمت کی بہت بڑی دلیل ہے جو قیامت کے دن بندوں کی بخشش کا سبب بنے گی۔

بارش اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نتیجہ ہے

«فَانْظُرْ إِلَى آثَارِ رَحْمَتِ اللَّهِ كَيْفَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا إِنَّ ذَلِكَ لَمُحْيِي الْمَوْتَى وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ»

"پس آپ رحمت الٰہی کے آثار دیکھیں کہ زمین کی موت کے بعد کس طرح اللہ تعالیٰ اسے زندہ کر دیتا ہے؟ کچھ شک نہیں کہ وہی مردوں کو زندہ کرنے والا ہے اور وہ ہر ہر چیز پر قادر ہے۔" الروم:۵۰

یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی کا نتیجہ ہے، ہم ہر قدم پہ غلطی و نافرمانی کا شکار ہوتے ہیں اس کے باوجود وہ ہمیں روزی دیتا ہے اور ہمارا مواخذہ کرنے کی بجائے ہمیں توبہ و استغفار کا موقع فراہم کرتا ہے، نیکیاں لکھنے والے فرشتے کو حکم ہے، نیکی کا ارادہ کرنے پر ہی ایک نیکی لکھ لو اور اگر نیکی کر لے تو دس نیکیاں درج کر لو جب کہ گناہ کا معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے، ارادہ گناہ پر کچھ بھی نہیں لکھا جاتا، بلکہ گناہ کر لینے پر بھی فرشتے کو حکم ہوتا ہے اس (انسان) کے معافی مانگنے کا انتظار کرو اس کے بعد گناہ لکھو، آخرت کے سارے معاملات اس کی رحمت سے ہی طے پائیں گے، جنت میں داخلہ بھی اس کی رحمت ہی سے ہو گا کوئی انسان آپنے عمل کے زور سے جنت نہیں جا سکے گا۔

قرآن مجید میں اللہ تعالی فرماتے ہیں :

«وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلَى ظَهْرِهَا مِنْ دَابَّةٍ وَلَكِنْ يُؤَخِّرُهُمْ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِعِبَادِهِ بَصِيرًا» فاطر:٤٥

'' اگر اللہ لوگوں کو گناہوں کی پاداش میں پکڑتا تو روئے زمین پر کسی جاندار کو (باقی) نہ چھوڑتا۔ مگر وہ انہیں ایک مقررہ وقت تک کے لئے مہلت دے رہا ہے۔ پھر جب ان کا وقت آ پہنچے گا تو (یاد رکھو) سب بندے اللہ کی نگاہ میں ہیں''

وہ اتنا رحیم ہے کوئی، رونے والا منہ بنا کر آ جائے تو فورا معاف کر دیتا ہے، ایسے رحیم کو چھوڑ کر اوروں سے مانگنے والا کیا ہوسکتا ہے؟ یہ خود ہی فیصلہ کرلیں، اللہ تعالی ہم سب پر دنیا و آخرت میں رحمت فرمائے اور ایک لحظہ بھی رحمت سے محروم نہ کرے، نبی ﷺ بھی اللہ سے یہی دعا مانگا کرتے تھے:

«اللَّهُمَّ رَحْمَتَكَ أَرْجُو، فَلا تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ، وَأَصْلِحْ لِي شَأْنِي كُلَّهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ» ابوداود(٥٠٩٠) حسن الاسناد

''اے اللہ میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں، ایک لحظہ (آنکھ جھپکنے کے برابر) اپنی رحمت سے دور نہ کرنا، میرے تمام معاملات درست فرما دے، تیرے علاوہ کوئی الہ نہیں۔''

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

وہ عمل جس سے رب راضی ہو جائے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے تین بار صبح اور تین بار شام یہ کلمات پڑھے اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ قیامت کے دن اس کو راضی کر دے۔

رَضِيتُ بِاللهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا مسند احمد:(18967)

احکام ومسائل

شیخ عبدالوحید ساجد شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ سلفیہ ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ

سوال: منکرین حدیث یہ اعتراض کرتے ہیں کہ احادیث محفوظ نہیں ہیں اس کی ایک مثال یہ دیتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پانچ صد احادیث پر مشتمل اپنا صحیفہ جلا دیا تھا ان کے اعتراض اور صحیفہ ابی بکر جلانے کی کیا حقیقت ہے؟ وضاحت فرمادیں۔ شکریہ

جواب: منکرین حدیث کا عدم حفاظت حدیث پر سوال میں ذکر کردہ روایت سے استدلال درست نہیں۔

ا۔اس لیے کہ یہ روایت صحیح و ثابت نہیں کیونکہ اس کی سند میں علی بن صالح المدنی راوی ہے جو کہ مستور و مجہول ہے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: علی بن صالح المدنی مستور من الحادیة عشرة۔ ''علی بن صالح مستور گیارہویں طبقہ کا راوی ہے۔'' (تقریب)

دوسرا راوی اس کا استاد موسی بن عبداللہ بن حسن ہے امام یحی بن معین رحمہ اللہ نے اگرچہ اس کی توثیق کی ہے مگر امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں «فیه نظر» امام حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ فیه نظر اور فی حدیثه نظر کے الفاظ حرف اسی راوی کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں جس پر عموماً جھوٹ کی تہمت لگی ہوتی ہے۔ (العراف فی شرح الالفیہ)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں جس راوی کے بارے میں امام بخاری رحمہ اللہ فیه نظر کہہ دیں اس کی روایت موضوع اور منکر روایت کے بعد درجہ سوم میں ضعیف ہوتی ہے۔ (لسان المیزان) ایسی ضعیف روایت سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا احادیث کے مجموعہ کو جلانے اور عدم حفاظت حدیث پر استدلال لایعنی ہے۔

2۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے اسی طرح احادیث کی حفاظت کا ذمہ بھی لیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: «اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ» بے شک ہم نے ذکر نازل کیا اور بے شک ہم اس کی ضرور حفاظت کرنے والے ہیں۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے قرآن کا

لفظ نہیں بلکہ ذکر کا لفظ استعمال فرمایا ہے جو قرآن اور حدیث دونوں کو شامل ہے کیونکہ قرآن بھی وحی اور حدیث بھی وحی ہے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے یہ اعلان کروایا: «« اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحیٰ اِلَیَّ »» کہ میں وحی کی پیروی کرتا ہوں وحی کے علاوہ کسی کی پیروی نہیں کرتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس وقت صرف وحی کی پیروی ہوتی تھی۔ جس کی پیروی ہوتی تھی وہ آپ کی حدیث ہی تھی اور قرآن ہی تھا لہذا حدیث بھی وحی ہے ورنہ نفی اور استثناء کا حصر درست نہیں رہتا۔ نیز فرمایا: «« وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ »» اور اللہ تعالیٰ نے تجھ پر قرآن نازل کیا اور حکمت نازل کی (النساء) کونسی حکمت نازل کی وہ حدیث ہے۔ پھر یہ بات واضح ہے کہ دین سب وحی ہے حافظ ابن قیم رحمہ اللہ آیت «« اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ »» ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں «« فعلم ان كلام رسول ﷺ فى الدين كله وحى من عند الله وكل وحى من عندالله فهو ذكر انزله الله »» ''رسول اللہ ﷺ کا کلام سب وحی ہے اور ہر وحی ذکر منزل من اللہ ہے۔''

لہذا حدیث بھی دین اور قرآن بھی دین ہے اگر قرآن مجید کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ لے لی اور حدیث حفاظت سے خارج رہی تو گویا ایک حصہ کو محفوظ کر دیا گیا اور دوسرا حصہ بالکل غیر محفوظ رہا یعنی کچھ دین محفوظ کچھ غیر محفوظ۔ یہ عقل کے بھی خلاف ہے اور نقل کے بھی۔

3- پھر ارشاد ربانی ہے: «« قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا رَسُوْلًا يَّتْلُوْ عَلَيْكُمْ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ »» ''یقیناً اللہ نے تمہاری طرف ایک ذکر نازل کیا ہے جو ایسا رسول ہے کہ تمہارے سامنے اللہ کی واضح بیان کرنے والی آیات پڑھتا ہے۔'' اس میں اللہ تعالیٰ نے خود رسول کو اپنا نازل کردہ ذکر قرار دیا ہے اس کے علاوہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بار بار آپ ﷺ جو کریں ایسے کرنے کا اور جو کہیں اسے ماننے کا حکم دیا ہے پہلے کا نام اتباع ہے دوسرے کا اطاعت۔ چنانچہ فرمایا «« قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِ »» اور فرمایا: «« قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ »» : آپ ﷺ کیا اور کہا سب محفوظ ہے تب ہی تو اتباع اور اطاعت کا حکم دیا ہے کیونکہ آپ قیامت تک آنے والے جن وانس کے لیے نبی و رسول ہیں۔

سوال: کیا کلمہ گو مشرک یا بے نماز کا ذبیحہ حرام ہے قرآن وسنت کی روشنی میں رہنمائی فرمادیں۔

جواب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

«« اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتِ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ »»

''آج تمہارے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئیں اور ان لوگوں کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے جنہیں کتاب دی گئی اور تمہارا کھانا ان کے لیے حلال ہے'' المائدہ:۵

اصلا مشرک وکافر کا ذبیحہ حرام ہے البتہ اہل کتاب جو منزل من اللہ شریعت کے قائل ہیں قرآن کی اس آیت کی صراحت کے مطابق ان کا ذبیحہ حلال قرار دیا گیا ہے بشرطیکہ وہ حلال جانور اور اللہ کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو۔قرآن کریم کے نزول کے وقت اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) میں بھی شرک پایا جاتا تھا یہود عزیر علیہ السلام کو اور نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کو (نعوذ باللہ) اللہ کا بیٹا قرار دیتے تھے اس کے باوجود ان کے ذبیحہ کو مسلمانوں کے لیے حلال قرار دیا گیا۔اسی طرح آج کل کے مسلمان جو نماز روزے کو ماننے والے ہیں (منکر واباحی ذہن کے نہ ہوں) شرکیہ کام کریں تو ان کا اللہ کا نام لے کر ذبح کردہ حلال جانور بالاولیٰ حرام نہیں ہوگا۔

نوٹ: واضح ہو کہ دور حاضر میں کسی انسان کو مشرک وکافر قرار دینے میں بہت افراط وتفرط سے کام لیا جا رہا ہے جو کہ درست نہیں۔

سوال 3: ظہر سے پہلے والی چار سنتیں اور دیگر نوافل کو اکٹھا پڑھا جا سکتا یا نہیں؟ وضاحت فرمادیں۔شکریہ

جواب: دو دو کر کے پڑھنا افضل ہے۔ابوداؤد، نسائی، جامع ترمذی میں بروایت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان موجود ہے «صَلَاةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنٰى»: کہ رات اور دن کی نماز دو دو (رکعتیں کر کے پڑھنا) ہے۔(ابوداؤد حدیث نمبر 1295) ابوداؤد کی وہ روایت جس میں ظہر سے قبل اکٹھی چار رکعتیں ادا کرنے پر آسمان کے دروازے کھلنے کی بشارت دی گئی ہے۔اس کی سند عبیدہ کی وجہ سے ضعیف ہے ''قال ابو داؤد و عبیدة ضعیف'' ابوداؤد حدیث 1270

عمامے اور عام جرابوں پر مسح

جمع وترتیب: ابومعاویہ ھزاروی
نظر ثانی: فضیلۃ الشیخ سجاد الرحمٰن ابراہیم حفظہ اللہ شیخ الحدیث مرکز امام بخاری چکوال

اسلام ایک آسان دین ہے اللہ رب العزت نے انسانی طبیعت اور حالات کے عین مطابق ہے بنایا ہے مصلحت سے قریب اور مشقت سے بہت دور اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ»» (سورہ البقرہ 185) ''اللہ تعالیٰ تم پر آسانی چاہتا ہے اور ہرگز تنگی نہیں چاہتا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اَلدِّيْنُ يُسْرٌ: ''دین بہت آسان ہے'' (صحیح بخاری کتاب الایمان) یقیناً اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کی امت پر کسی بھی معاملے میں مشقت نہیں ڈالی بلکہ آسانیاں ہی آسانیاں رکھی ہیں۔ان آسانیوں اور رخصتوں سے فائدہ اٹھانا باعث فضیلت ہے کیونکہ ان رخصتوں پر عمل کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو بہت پسند ہے۔ (صحیح ابن حبان 954، صحیحہ البانی، موطا امام مالک 43)

عمامہ پر مسح

وضو میں اصل حکم تو سر کے مسح اور پاؤں دھونے کا ہے (المائدہ)۔ لیکن رؤف رحیم نبی ﷺ نے اپنے امتیوں پر آسانیاں کرتے ہوئے پگڑیوں، موزوں اور جرابوں پر (مقیم کو 1 دن اور رات، مسافر 3 دن رات تک) مسح کرنے کی رخصت عنایت فرمائی ہے (مسلم) موزوں پر مسح کرنا تو بالاتفاق جائز ہے لیکن جرابوں پر مسح عند المتاخرین مختلف فیہ ہے۔ محدثین کرام نے پگڑی یعنی عمامے پر مسح کے متعلق مستقل ابواب قائم کئے ہیں مثلاً باب المسح علی الناصیۃ والعمامۃ (صحیح مسلم) باب المسح علی عمامۃ (ابو داؤد، نسائی وغیرہ) صرف چند دلیلوں پر اکتفا کرتا ہوں کیونکہ ماننے والے کے لیے ایک بھی صحیح دلیل کافی ہوتی ہے اور نہ ماننے والے کے لیے دفتر کے دفتر بھی ناکافی ہیں۔

1-سیدنا بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں اور عمامے (پگڑی) پر مسح کیا ۔(صحیح مسلم: ح275)

2-خلیفۃ ثانی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر چاہو تو عمامے پر مسح کرلو اگر چاہو تو اتارو۔(مصنف ابن ابی شیبہ 225)

حنفی محدث مولانا انور شاہ کاشمیری رحمہ اللہ کہتے ہیں: میرے نزدیک حق بات یہ ہے کہ عمامے پر مسح کرنا احادیث سے ثابت ہے۔اسکا ثبوت کیسے ممکن نہ ہو جبکہ اس نظریہ کی طرف ائمہ ثلاثہ گئے ہیں اگر اس کی دین میں کوئی اصل نہ ہوتی تو وہ اسے اختیار نہ کرتے.....کیونکہ وہ لوگ ہدایت یافتہ اور اس کے نشان ہیں اور ہمارے پاس دین انہی نفوس قدسیہ سے پہنچا اور ان پر بدظنی نہیں بلکہ کلی اعتماد ہے (فیض الباری جلد 1 صفحہ 304)

تنبیہ: اس کے خلاف آیت مسح پیش کرنا انتہائی جاہلانہ کام ہے تفصیل کیلئے دیکھئے (حدیث اور اہل تقلید ج1 ص221 تحقیقی اصلاح مقالات ج2 ص145)

افسوس واضح احادیث اور فیصلہ عمر رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے بھی فتویٰ دیا جاتا ہے کہ عمامے پر مسح جائز نہیں (ھدایہ وغیرہ)

ذرا وہ لوگ غور کریں جو مسئلہ 20 تراویح (جو کہ حقیقت میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہی نہیں) میں تو بہت شور کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ ہے۔لیکن خلاف مسلک مسائل میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شخصیت کو کیوں بھول جاتے ہیں؟ فاعتبروا یا اولی الابصار

جرابوں پر مسح

محدثین عظام نے مسح علی العمامہ کی طرح مسح الجوربین وغیرہ پر بھی مستقبل ابوب بندی فرمائی ہے مثلاً باب المسح علی الجوربین (ابوداؤد) باب الرخصۃ من المسح علی الجوربین (ابن خزیمہ) وغیرہ۔

جوراب کا معنی ومفہوم: اصل میں جراب کے معنی ومفہوم کو سمجھنا نہایت ضروری ہے جس کی بنا پر امت

مسلمہ پر غلط فہمیاں پیدا کی گئیں یا پھر خود ساختہ شرائط لگا کر تاویلی راستوں سے انکار کر دیا گیا۔
دراصل جراب کا لفظ ہر اس چیز پر بولا جاتا ہے جو پاؤں کو ڈھانپے اور گرم رکھنے کیلئے ٹخنوں کے اوپر تک پہنی جائے چاہے، وہ اون، سوت، روئی، بال یا کسی اور چیز سے بنی جائے (عارضۃ الاموذی 1/ 149 تاج العروس 181/1 قاموس 46/1 بحوالہ المتعلق المقبول 213 البنایہ فی شرح الھدایہ 597/1 عمدۃ الرعایہ 111/1 معارف السنن 343/1 بنوری درس 334/1 تقی عثمانی)

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین کے لشکر کو تساخین (جرابوں) پر مسح کا حکم دیا۔

سنن ابوداؤد 146/1 صححہ الحاکم والذھبی (المستدرک مع تلخیص 602)

وضاحت: لفظ تساخین پاؤں کو گرم رکھنے والی ہر چیز پر بولا جاتا ہے اگر پہلا مطلب لیا جائے تو بھی صحیح ہے کیونکہ جراب موزوں ہی کی ایک قسم ہے (جیسا کہ آگے آئے گا) اور اگر دوسرا معنی لیا جائے تو ظاہر ہے جرابیں بھی اسی مقصد کے لیے پہنی جاتی ہیں۔

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

بلاشبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور پھر جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا

(سنن ابوداؤد 159، جامع ترمذی 99، صحیح ابن خزیمہ 198، مسند احمد 8206)

یہ حدیث اگرچہ تدلیس ثوری کیوجہ سے ضعیف ہے لیکن بہت سے شواہد و اجماع تابعین اسکے مؤید ہیں اور حنفی اصولوں کے مطابق بھی صحیح ہے الزامی جوابات کیلئے دیکھئے

''تنویر العینین'' موزوں پر مسح متواتر احادیث سے ثابت ہے اور پوری امت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے کہ جرابیں موزوں ہی کی ایک قسم ہے امام ابن شیبہ رحمہ اللہ نے اس پر ایک مستقل باب باندھا ہے ''باب من قال الجوربان بمنزلة الخفين ''اور اس کے تحت آثار صحابہ و تابعین نقل کیے ہیں جو کہ مذکورہ مقام پر دیکھے جا سکتے ہیں۔

تابعی کبیر (استاد امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ) عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں جرابوں پر مسح موزوں پر مسح

کے قائم مقام ہے (مصنف ابن ابی شیبہ 1991 دوسرا نسخہ 2008)

تقریباً یہی بات مفتی تقی عثمانی دیوبندی اور خادم حسین دیوبندی اور وحید الزمان کیرانوی دیوبندی نے کی ہے۔ دیکھیئے درس ترمذی، فضل الودود القاموس الوحید وغیرہ۔

عمل صحابہ رضی اللہ عنہم: خلیفہ ثانی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وضو کیا اور جرابوں پر مسح کیا (الاوسط لابن منذر 477، مصنف ابن ابی شیبہ 1986)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے وضو کیا اور جرابوں پر مسح کیا (مصنف ابن ابی شیبہ 1984، مصنف عبدالرزاق 774)

نوٹ: جو اقوال مصنف عبدالرزاق میں ہیں وہ (عندالاحناف) مستند و قابل اعتبار ہوتے ہیں۔ احسن الکلام 392 از سرفراز صفدر حیاتی دیوبندی

عمل تابعین: امام الزہری اور سعید بن مسّب رحمۃ اللہ علیہما جرابوں پر مسح کرتے ہیں۔

مصنف ابن ابی شیبہ 1983

شمس الائمہ امام ابن نافع رحمہ اللہ (شاگرد ابن عمر رضی اللہ عنہ) بھی جرابوں پر مسح کرتے تھے۔

مصنف ابن ابی شیبہ 1992

پوری امت کا اتفاقی عمل:

امام ابن قدامہ و امام ابن راہویہ نے صحابہ, تابعین اور ائمہ کا اتفاق نقل کیا ہے اور امام ابوداؤد، امام ترمذی، امام ابن جریر وغیرہ نے ان ائمہ و محدثین کے نام بھی بھی ذکر کیے ہیں جو جرابوں پر مسح کے قائل و فاعل تھے۔ تفصیل کیلئے دیکھیئے ''تنویر الحنین فی مسئلہ مسح علی العمامہ والجوربین از راقم الحروف

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا عمل:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ پہلے جرابوں پر مسح کے قائل نہ تھے لیکن اپنی وفات سے 3 یا 7 یا 9 دن قبل اپنے شاگردوں (محمد شیبانی و قاضی ابو یوسف) کے فتوے (مسح علی الجوربین ثخنین) کی طرف رجوع کر لیا تھا اور جرابوں پر مسح کر کے فرماتے تھے کہ میں نے آج ایسا کام کیا ہے جس سے پہلے لوگوں

کو منع کرتا تھا (الھدایہ 60/1، عین الھدایہ 178/1، اشرف الھدایہ 199/1، بدائع الصنائع 37/1، المسبوط 102/1، کتاب الاصل 100/1، درس ترمذی عثمانی وغیرہ)

گھر کی گواہی: دیوبندی علماء میں سے عبدالحق حقانی اور خادم حسین شجاع آبادی جرابوں پر مسح کے قائل تھے اور ائمہ ثلاثہ حنیفہ کا ذکر پہلے گزر چکا ہے (حقانی عقائد الاسلام، رسائل ومسائل، فضل الودود وغیرہ یہ بھی یاد رہے کہ حقانی صاحب کی کتاب نانوتوی کاشمیری صاحب کو بہت پسند تھی۔

ایک جاہلانہ اعتراض: بعض اہلحدیث علماء جرابوں پر مسح کے قائل نہ تھے؟

جواب: اس طرح کے سطحی اعتراض کرنے والے یقیناً منہج اہلحدیث سے ناواقف ہیں کیونکہ مسلک اہلحدیث کسی شخصیت کا نام نہیں بلکہ فہم قرآن وسنت علی منہج السلف کا نام ہے اس لیے مسلک اہل حدیث کے خلاف اہل حدیث وغیر اہل حدیث شخصیات کو پیش کرنا بالکل بے معنی ہے اور اگر ہم بھی اکابر پرستی یا تقلید شخصی شروع کر دیں تو پھر احناف اور اہل حدیث میں بنیادی فرق ہی ختم ہو جاتا ہے۔

آخری بات: ان جرابوں سے مراد موٹی جرابیں ہیں چاہے وہ کسی بھی چیز کی بنی ہوں اور پتلی جرابیں ہرگز مراد نہیں جن میں پاؤں صاف نظر آتے ہوں اور اس پر ابن القطان نے اجماع نقل کیا ہے (الاقناع)

اور احناف کے شرائط خود ساختہ ہیں جو کہ ائمہ حنفیہ سے بھی منقول نہیں۔

مزید دیکھئے: فتاوی اسلامیہ 313/1، تحقیقی اصلاحی وعملی مقالات 75/6

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

بُرے دوستوں کو خیرباد کہہ دیں

کہیں ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن حسرت کے ساتھ یہ کہنا پڑے

یاویلتیٰ لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا (الفرقان:28)

''اے کاش! میں فلاں کو دوست نہ بناتا''

دہشتگرد کون.....فیصلہ آپ کا؟

مولانا عثمان اسماعیل سلفی

قارئین کرام! تاریخ کے دو کردار، دو نظام حیات، دو عقیدے، دو نظریے اور دو راستے کھلی کتاب کی طرح ہمارے سامنے ہیں۔ فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے کہ کون سے نظام حیات یا عقیدے کی بنیاد نیکی، احسان، امن، سلامتی، شرافت اور احترام انسانیت پر مبنی ہے اور کون سے نظام حیات یا عقیدے کی بنیاد ظلم وخون ریزی وغارت گری، انسانیت دشمنی، سنگ دلی، بے رحمی اور وحشت و بربریت پر مبنی ہے مگر ٹھہریے پہلے کچھ اقتباس فرمائیں۔

(1)۔ 1099ء میں عیسائیوں نے جب بیت المقدس پر قبضہ کیا تو مسلمانوں کی حالت یہ تھی کہ ہر طرف ان کے ہاتھ پاؤں کے انبار لگ گئے کچھ لوگ آگ میں زندہ پھینکے جا رہے تھے۔ کچھ فصیل سے کود کر ہلاک ہو رہے تھے۔ اور گلیوں میں ہر طرف سر ہی سر نظر آ رہے تھے۔ حتٰی کہ ہیکل سلیمانی میں پناہ گزین مسلمانوں کو بھی قتل کر دیا گیا۔

(2)۔ 1189ء تا 1199ء تیسری صلیبی جنگ میں برطانیہ کے رچرڈ شیر دل نے اسلامی فوج کے ایک دستے کو جو تین ہزار افراد پر مشتمل تھا۔ ان کو معافی کا وعدہ دے کر ہتھیار رکھوائے اور بعد میں سب کو قتل کر ڈالا۔

(3)۔ 1492ء میں اسپین سے مسلمانوں کی حکومت ختم ہوئی تو صرف آٹھ برسوں میں وہاں کی عیسائی حکومت نے مسلمانوں سے اسلام چھڑانے کی مہم شروع کر دی۔ اسپین کے ساڑھے تین لاکھ سرکردہ مسلمانوں کو ایک مذہبی عدالت میں پیش کیا گیا۔ عدالت نے 28 ہزار 540 مسلمانوں کو سزائے موت سنائی اور بارہ ہزار مسلمانوں کو زندہ جلانے کا حکم دیا، مسلمانوں کی سینکڑوں لائبریریاں جن میں لاکھوں کتابیں تھیں ان کو نظر آتش کر دیا گیا۔ بالآخر 1610ء میں تمام مسلمانوں کو ترک وطن کا حکم دیا گیا۔ ڈیڑھ لاکھ عربوں کا قافلہ بندرگاہ کر طرف جا رہا تھا کہ (بلیڈرا) نامی ایک پادری نے غنڈوں کو ساتھ ملا کر

قافلے پر حملہ کر دیا۔ایک لاکھ مسلمان قتل کیے گئے۔اس کے بعد مسلمانوں پر گھروں میں اور گلیوں بازاروں میں قاتلانہ حملے شروع کر دیے گئے۔حتٰی کہ 1630ء تک ایک بھی مسلمان باقی نہ رہا۔

(4)۔1837ء میں فرانس نے الجزائر کا دارالحکومت قسطنطنیہ فتح کیا تو فرانس کی افواج تین دن تک قتل وغارت میں مصروف رہی۔

(5)۔1857ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں نے جب دلی کو فتح کیا تو فاتح نے مفتوح قوم سے کیا سلوک کیا۔کہ دہلی میں جس شخص کے چہرے پر داڑھی نظر آتی یا جس کا پائجامہ اونچا نظر آتا اسے تختہ دار پر لٹکا دیا جاتا۔

انگریز مؤرخ ''ہر ہنری کاٹن'' کی یادداشتوں سے ایک اقتباس ملتا ہے۔کہ میں نے اپنے سکھ اردلی کی خواہش پر ان بد بخت مسلمانوں کو حالت نزع میں دیکھا کہ جنکی مشکیں کس کر انہیں زمین پر برھنہ ڈال دیا گیا تھا اور ان کے جسم پر گرم تانبے کی سلاخیں داغ دی گئی تھیں۔میں نے انہیں پستول سے ختم کر دینا ہی مناسب سمجھا۔

مسٹر''ڈی لین''ایڈیٹر ٹائمز آف ایڈیا لکھتا ہے: کہ زندہ مسلمانوں کو سور کی کھال میں سی دینا یا پھانسی سے پہلے ان کے جسم پر''خنزیر'' سور کی چربی ملنا یا زندہ آگ میں جلا دینا یا انہیں مجبور کرنا کہ وہ ایک دوسرے سے بدفعلی کریں عیسائیت کے نام پر ایک بدنما دھبہ ہے۔مختصر یہ کہ سات ہزار مسلمانوں کو پھانسی چڑھا دیا گیا،سات دن لگاتار ایسا قتل عام ہوتا رہا کہ جس کا کوئی حساب نہیں بچوں تک کو مار دیا گیا اور عورتوں سے کیا جانے والا سلوک ویسے ہی بیان سے باہر ہے۔

(6)۔1918ء میں سوویت،یونین نے قازقستان پر قبضہ کیا تو وہاں کی تمام مساجد اور مدارس منہدم کر دیے۔علماء اور اساتذہ کو فائرنگ اسکواڈ کے سامنے بھون دیا گیا ان ظالمانہ کاروائیوں میں 10 لاکھ قازق مسلمان شہید ہوئے۔

(7)۔1646ء میں یوگوسلاویہ میں کمیونسٹ انقلاب آیا تو کمیونسٹوں نے 24 ہزار سے زائد مسلمانوں کو تہہ تیغ کیا،سترہ ہزار سے زائد مساجد و مدارس مسمار کیے۔اور بیشتر مساجد کی جگہ ہوٹل اور سینما جات تعمیر کر دیے۔آج جس جگہ سربیا کے دارالحکومت''بلغراد'' کا اسمبلی ہاؤس واقع ہے۔وہاں بلغراد کی سب

سے خوبصورت اور وسیع وعریض مسجد واقع تھی جو 1521ء میں تعمیر ہوئی تھی۔
(8)۔ مارچ 1992ء میں بوسنیا (ہرزگووینا) کے شہریوں نے ایک ریفرنڈم میں 99.4 فیصد کی کثرت سے آزادی کی حمایت میں ووٹ دیے۔جس کے نتیجے میں بوسنوی مسلمانوں نے اپنی آزاد ریاست کا اعلان کر دیا،اعلان آزادی سے آج تک بوسنوی مسلمانوں پر جو ظلم ڈھائے گئے۔مسلمانوں کے سینوں پر خنجروں سے صلیب کے نشان بنائے گئے۔،بچوں کو ذبح کر کے ماں باپ کو ان کا خون پینے پر مجبور کیا گیا،زندہ انسانوں کے جسموں سے کھال اتاری گئی،سر کاٹ کر فٹ بال کی طرح کھیلا گیا

قارئین کرام نمونے کے طور پر یہ چند مثالیں آپ کے سامنے ان مہذب اور انسانی حقوق کی علمبردار اقوام کی لکھی ہیں اور اس لیے لکھی ہیں کہ محض چند عناصر کی وجہ سے پورے عالم اسلام کو مطعون کرنا اور اسلام قرآن اور محمد ﷺ کو دہشت گرد کہنا ان کا وطیرہ بن چکا ہے۔اگر اسلام دہشت گرد مذہب اور تلوار کے زور پر پھیلنے والا مذہب ہے تو سوال ہے کہ ایک ہزار سال کے قریب برصغیر میں اور 800 سال اسپین میں حکومت کرنے باوجود مسلمان اقلیت میں یعنی کم تعداد میں کیوں رہے۔

قارئین فیصلہ خود کیجیے کہ انسانی خون سے کن کے ہاتھ بھرے پڑے ہیں نائن الیون سے اب تک افغانستان،عراق اور دیگر مسلم ممالک میں 95 لاکھ مسلمان ہلاک ہوئے۔ذمہ دار کون؟ مگر پھر بھی یہ 129 افراد کی پیرس میں قربانی کے بعد مظلوم اور ان کی نظر میں ہر مسلمان ظالم!

حالیہ دنوں میں سوشل و پرنٹ میڈیا پر مرحوم شاہ عبداللہ کا چرچا بڑے زوروں پر ہے۔اس لیے کہ شاہ عبداللہ نے اپنی وفات سے کچھ عرصہ قبل غیر ملکی یورپی سفیروں کو مخاطب کرتے ہوئے ایک بات کہی اور وہ یہ تھی۔(دہشت گردی کا آتش فشاں ایشیا اور مشرق وسطیٰ میں بھڑک رہا ہے۔اس کے انسداد کے لیے جلد اقدامات نہ کیے گئے تو یہ آگ یورپ تک جا پہنچے گی)

آج اہل یورپ کو پیرس حملوں کے بعد احساس ہوا ہے کہ کہیں یہ وہی آگ تو نہیں جس کی طرف شاہ عبداللہ مرحوم نے اشارہ کیا تھا۔شاہ عبداللہ مرحوم نے تو جھنجوڑتے ہوئے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ (کیا آپ کو لاشوں کے سر کاٹ کر انہیں فٹ بال کی طرح ٹھوکریں مارتے ہوئے دیکھ کر بھی احساس نہیں ہوتا۔آپ لوگوں نے دہشت گردی کے خلاف کوئی ٹھوس اقدامات نہیں کیے) اس میں کوئی شک نہیں کہ پیرس

حملوں جیسے کسی بھی واقعے کی کوئی بھی مذہب اجازت نہیں دیتا۔اور ہر باضمیر اس واقعے پر سراپا احتجاج ہے۔مگر افسوس کہ مسلم علاقوں میں مسلمانوں کی لاشیں گرتی ہوئی دیکھ کر خصوصاً پاکستان کے آرمی کے جوانوں کے جسموں سے سر جدا کر کے انہیں فٹ بال کی طرح ٹھوکریں لگتی ہوئی دیکھ کر فلسطین میں المدد والمدد پکارتی ہوئی نہتی مسلم خواتین اور کشمیر میں پٹتی ہوئی انسانیت دیکھ کر ان عالمی انصاف کے ٹھیکیداروں کو کیوں نہ کوئی احساس ہوا؟

شاہ عبداللہ مرحوم کا بیان اپنی جگہ بجا مگر مجھے اس وقت ایک عیسائی پادری پروفیسر نائلس کے الفاظ یاد آرہے ہیں لکھتا ہے (دنیا میں رونما ہونے والے بڑے بڑے واقعات یہودیوں کی مرتب کردہ خفیہ دستاویزات کے عین مطابق ہو رہے ہیں۔جنگ وجدل،انقلابات،قیمتوں میں اضافہ،مستقل بے چینی یہ سارے دراصل چور دروازوں سے پوری دنیا کو زیر نگیں کرنے کے حربے ہیں۔) اس لیے اس امکان کو رد نہیں کیا جاسکتا کہ نائن الیون کے بعد کے حالات کی طرح ایک بار پھر مسلم امہ کو لائن حاضر کرنے کے لیے پیرس حملہ کہیں اسی خفیہ ہاتھ کا کرشمہ نہ ہوں کہ جس کی طرف عیسائی پادری پروفیسر نائلس نے اشارہ کیا ہے کیونکہ مسلمان کے روپ میں کاروائیاں کروانے کا تجربہ وہ پہلے بھی کئی مرتبہ کر چکے ہیں جس کی واضح مثال الجزائر ہے جہاں مسلمانوں کو قتل کرنے کے بعد مسلمانوں پر ہی الزام دھر دیا گیا۔برطانوی اخبار ''آبزرو'' کی 11 جنوری 1998ء کی اشاعت میں حکومتی کارندوں کی حیثیت سے الجزائر کے مسلم قتل عام میں حصہ لینے والے افراد میں سے دو افراد کے انٹرویو شائع ہوئے وہ دونوں افراد اعتراف جرم کرتے ہوئے کہتے ہیں۔(اگر ہم حکم نہ مانتے تو خود ہمیں ہی قتل ہونا پڑتا اور ہمارے خاندان کی بھی خیر نہ رہتی) ان دو افراد میں سے ایک نام ''رابرٹ'' ہے اس کا بیان یہ ہے کہ (1995ء کے آخر میں ''لاربا'' میں ہم سے کہا گیا کہ ملٹری سیکیورٹی کا انتظار کریں۔جب ملٹری والے آئے تو انہوں نے ''اسلامسٹوں'' جیسے ڈھیلے ڈھالے پتلون پہن رکھے تھے اور نقلی داڑھیاں بھی لگا رکھی تھیں۔ان کے افسر نے ہم سے کہا کہ گھیرا ڈال کر ہمارا انتظار کرو۔دو گھنٹے بعد وہ ہاتھ پونچھتے ہوئے واپس آگئے۔پھر ہم اندر گئے ہم نے جو کچھ وہاں دیکھا اس پر یقین نہیں آتا تھا۔عورتیں اور بچے سب کے سب ذبح شدہ پڑے تھے۔اور اتنی زیادہ تعداد میں کہ گنے بھی نہیں جا سکتے تھے)

مزید ''رابرٹ'' کہتا ہے (کہ میرے ساتھی کا کام صحافیوں پر گہری نظر رکھنا تھا۔ تا کہ وہ حکومت پر تنقید نہ کرسکیں۔ جو صحافی بھی لائن کے مطابق نہ چلتا اسے وہیں قتل کر دیا جاتا اور بعد میں اس کا الزام بھی ''اسلامسٹوں'' پر لگا دیا جاتا) (ماہنامہ ترجمان القرآن فروری 1998ء صفحہ نمبر 65)

دور کیوں جائیں کیا یہی تجربہ وطن عزیز پاکستان میں ان ''عالمی تخریب کاروں'' کی طرف سے نہیں دھرایا گیا۔ کس کو نہیں معلوم کہ پاکستان سے نوجوانوں کو بہکا کر سرحد پار ''قندھار'' میں بھارت کے سفارت خانہ میں لے جا کر ان کا افغان پاسپورٹ بنوایا جاتا۔ پھر کچھ عرصہ ''دبئی'' اور کچھ عرصہ ''تھائی لینڈ'' کے جزیروں پر تربیت دلوائی جاتی رہی۔ اور پاکستان کو کمزور کرنے لیے کسی نہ کسی روپ میں دوبارہ ان کو پاکستان بھیج دیا جاتا۔ اور یہ ساری ''منظّم دہشت گردی'' اسی ملک کی ناک نیچے ہوتی رہی کہ جس ملک کے ''صدر اوباما'' نے پیرس حملوں کے بعد پوری دنیا کے مسلم حکمرانوں سے یہ سوال کیا ہے ''مسلم رہنماؤں کو بتانا ہوگا کہ انتہا پسند اور دہشت گرد کیوں پیدا ہوتے ہیں۔'' مگر کیا ''اوباما صاحب'' یہ بتانا پسند فرمائیں گے۔ کہ قندھار سے دبئی اور تھائی لینڈ کے جزیروں تک کا یہ سفر جو آپ کی فوج کی ''اشیر باد'' اور آپ کے ''چہیتے انڈیا'' کی زیرنگرانی ہوتا رہا اس ''منظّم دہشت گردی'' کا آپ کے پاس کیا جواز ہے۔ کہ جس کے نتیجہ میں وطن عزیز پاکستان میں اب تک ''ایک لاکھ سویلین'' اور ''12 ہزار عسکری نوجوان'' جام شہادت نوش کر چکے ہیں اور اربوں ڈالر کا نقصان اس کے علاوہ ہے۔ کاش! ''آرمی پبلک سکول پشاور'' پر حملے کے بعد بھی 20 ممالک کے سربراہان اس دہشت گردی پر اجلاس کرتے۔

قارئین کرام! اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا اب نئے بلاکس میں تقسیم ہو رہی ہے۔ کل کے حریف آج ایک دوسرے کے حلیف بنتے جا رہے ہیں۔ عالم کفر ''نائن الیون'' کے واقعے کے بعد سے اب تک عراق اور افغانستان میں ناکام ہو چکا ہے۔ اور ''براستہ افغانستان سینٹرل ایشیا'' تک کی رسائی اور حکمرانی کا ان کا خواب چکنا چور ہو چکا ہے۔ اور اب جب کہ باری باری ان کے بیان بھی منظر عام پر آ چکے ہیں کہ اب ان کو عراق حملہ اپنی غلطی نظر آ رہا ہے۔ اور اب جبکہ امہ مسلمہ کو ''ہانکنے'' کے لیے ان کے پاس کوئی جواز نہیں رہا۔ تو کہیں پیرس حملہ ''عالمی استبدادی قوتوں'' کی طرف سے مسلم امہ کو لائن حاضر کرنے کے لیے ایک نیا ''اسٹیج ڈرامہ'' تو نہیں۔

یا یورپ میں اسلام کی بڑھتی ہوئی ''مقبولیت'' کو روکنے کی سازش تو نہیں کیونکہ اس وقت ''پاپائے روم'' کے اٹلی میں مسلمانوں کی تعداد 8 لاکھ سے زیادہ ہے۔ اور اسلام اٹلی کا دوسرا بڑا مذہب بن چکا ہے۔ اور ان ہی کے اعداد وشمار کے مطابق گزشتہ 50 سال میں دنیا بھر میں مسلمانوں کی آبادی میں'' 235 فیصد'' اضافہ ہوا ہے۔ جبکہ عیسائیوں کی آبادی میں صرف 47 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ اور یہودیوں کی آبادی میں 4 فیصد'' کمی'' واقع ہوئی ہے۔ جبکہ مجموئی طور پر امریکہ میں مسلمانوں کی اضافے کی شرح 25 فیصد، یورپ میں 143 فیصد، اور آسٹریلیا میں 157 فیصد کی حیرت انگریز رفتار ہے۔ اور اس وقت فرانس ، برطانیہ، اٹلی اور اسپین جیسے بڑے ممالک میں اسلام دوسرے بڑے مذہب کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ ان حالات میں جب کہ عیسائی دنیا کے مذہبی لیڈر ''پوپ فرانسس'' نے بھی پیرس حملوں کے بعد یہ بیان جاری کر دیا ہے۔ کہ پیرس حملے تیسری عالمی جنگ کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتے ہیں پوپ فرانسس کے الفاظ یوں ہیں (Paris attacks are a part of piecemeal third war) تو ذہن سوچ میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ کہیں تیسری عالمی جنگ کی واقعتاً ہی تیاری تو نہیں کر لی گئی۔ اور بالخصوص پیرس حملوں کے بعد یورپ میں مساجد کے خلاف کریک ڈاؤن کے پروگرام اور بلکہ مساجد کا جلایا جانا دیکھ کر یہ سوالات ابھرنے فطری ہیں۔

مگر قارئین کرام! فیصلہ کرنے سے پہلے ذرا دیکھ لیجئے گا۔ کہ 13 نومبر کو جب پیرس میں حملے ہوئے تو اس وقت ''فرانس اور جرمنی'' کے مابین فٹ بال کا میچ دیکھنے کے لیے 79 ہزار لوگ اسٹیڈیم میں موجود تھے۔ مگر اتنی بڑی تعداد کو خودکش بمبار کے حملے بچانے والے سیکیورٹی گارڈ کا تعلق بھی تو اسی مذہب اسلام سے ہی ہے۔ کہ جس کو دہشت گرد باور کروایا جا رہا ہے۔ اور اس سیکیورٹی گارڈ کا نام (Zouheir) ہے ۔جس کو (The wall street journal) اور عالمی نشریاتی ادارے B.B.C نے ان الفاظ سے خراج تحسین پیش کیا ہے۔''Hero muslim security guard'' اس لیے خدارا ظاہری مسلمان حملہ آور دیکھ کر پورے مذہب اسلام کو دہشت گرد نہ کہا جائے۔ بلکہ'' منصفان عالم'' اس خفیہ اور سازشی ہاتھ کو بے نقاب کریں۔ کہ جو ان حملوں کی آڑ میں اپنے مقاصد کو حاصل کرنا چاہتا ہے۔

داعش کا تسلط اور اسلامی خلافت

مولانا محمد رفیق طاہر

خراسانی: السلام علیکم

سلفی: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، سناؤ خراسانی! کیسے آنا ہوا؟

خراسانی: میں آپ سے آخری ملاقات کرنے آیا ہوں شاید ہم دوبارہ نہ مل سکیں!

سلفی: وہ کیوں؟

خراسانی: ابوبکر بغدادی حفظہ اللہ، امیر المؤمنین بن چکے ہیں انہوں نے قیام خلافت کا اعلان کر دیا ہے ۔اب چونکہ خلافت قائم ہو چکی ہے تو میں اس جمہوری نظام کے تحت زندگی نہیں گزارنا چاہتا۔اس لیے میں ہجرت کر کے جا رہا ہوں ۔اور تمہیں بھی دعوت دیتا ہوں کہ تم بھی خلیفۃ المسلمین کی بیعت کرلو ،آخرت کی کامیابی اسی میں ہی ہے۔

سلفی: یہ کونسی خلافت ہے کہ ایک کونے میں چھپ کر چند افراد ایسے بندے کو خلیفہ بنا دیں جسے امت جانتی ہی نہیں!

خراسانی: تو کیا تم بغدادی کو خلیفہ نہیں مانتے؟!

سلفی: میں تو اسے خلیفہ نہیں خارجی مانتا ہوں!

خراسانی: کیا مطلب؟

سلفی: میں اپنے ساتھ سو پچاس نمازیوں کو جمع کر کے آج مغرب کی نماز کے بعد اپنی خلافت کا اعلان کر دوں تو کیا تم مجھے خلیفہ مان لو گے؟

خراسانی: نہیں!

سلفی: پھر میں بغدادی خلافت کو کیوں مانوں؟

خراسانی: تم تو خواہ مخواہ ہی الجھنا شروع کر دیتے ہو، دیکھو داعش نے خلافت قائم کر کے دنیا بھر سے مسلمانوں کو ہجرت کی دعوت دی ہے۔ اور جب ایک خلیفہ بن جائے تو دوسرا کوئی بھی آدمی شرعی خلیفہ نہیں بن سکتا۔ کیونکہ ایک وقت میں شرعی خلیفہ صرف ایک ہی ہوتا ہے۔ اور خلیفہ کی اطاعت واجب ہے۔

سلفی: یعنی جو بھی پہلے خلافت کا دعوی کر دے وہ خلیفہ ہوا؟

خراسانی: صرف پہل کرنے کی بات نہیں اس میں خلافت کی شرطیں بھی پوری ہوں تب وہ خلیفہ بن سکے گا!

سلفی: وہ شرطیں کیا ہیں؟

خراسانی: بہت سی شرطیں ہیں، مثلاً وہ خود امارت کا طلبگار نہ ہو، لوگ اتفاق رائے سے اسے خلیفہ یا امیر مقرر کریں، اسکے فضل و شرف کا سب کو اعتراف ہو، وہ کوئی متنازعہ شخصیت نہ ہو، علم، تقویٰ اور زہد جیسی عالی صفات اس میں موجود ہوں۔

سلفی: تو کیا یہ تمام شرطیں ابوبکر بغدادی میں موجود ہیں؟

خراسانی: بالکل!

سلفی: آپ نے کہا اتفاق رائے سے ہو، جبکہ مسلمانوں کی اکثریت داعشی خلافت کو تسلیم نہیں کرتی!

خراسانی: جو لوگ وہاں موجود تھے سب نے انکے خلیفہ ہونے پر اتفاق کیا تھا! اور پھر جن کو انکی خلافت پر اتفاق ہے وہ سب بیعت کرتے جا رہے ہیں۔

سلفی: جب اسے خلیفہ قرار دیا گیا اس وقت گنتی کے چند لوگ وہاں موجود تھے اور وہ بھی القاعدہ سے جدا ہونے والے، خارجی ذہن کے افراد۔ ایک ارب سے زائد امت مسلمہ میں سے چند افراد مل کر کسی شخص کو پوری امت کا خلیفہ کیسے مقرر کر سکتے ہیں؟ اور وہ غیر معروف بھی ہے۔

خراسانی: پھر آپ خلیفہ کے انتخاب کا صحیح طریقہ بتائیں؟

سلفی: خلیفہ کا انتخاب مشورہ کے ذریعے سے ہوتا ہے۔

خراسانی: مشورہ کون لوگ دیتے ہیں؟

سلفی: جولوگ مشورہ دینے کے اہل ہوتے ہیں انہیں اہل شوری کہا جاتا ہے۔

خراسانی: کیسے پتہ چلے گا کہ کون مشورہ دینے کا اہل ہے؟

سلفی: یہی بات اچھی طرح سمجھنے کی ہے، جان لیجئے کہ مشورہ کے اہل صرف اہل تقوی، اہل بصیرت اور اہل علم ہیں، اور یہ ایسی کیفیات ہیں کہ جنہیں ماپنے کے لیے کوئی پیمانہ نہیں بلکہ اسلامی معاشرہ خود انہیں محسوس کرتا ہے۔ اسلام نے مسلمانوں کو عقیدہ کی بنا پر ایک ملت قرار دیا ہے، اور ملت معاشرہ کے افراد کا نام ہے، ان افراد میں سے ملی و دینی خدمات کی بنا پر ملی راہنما خود بخود فطری طریقہ سے ابھر کر سامنے آتے ہیں۔ اور یہ کام ہر معاشرہ میں ہوتا ہے۔ اگر معاشرہ اسلامی ہوگا تو وہاں جس کی دینی خدمات زیادہ ہونگی مسلمان اسے دینی رہنما تصور کریں گے۔ اور یہ رہنما روپے پیسے کے زور پر ابھرتے ہیں، نہ جمہوری ہلڑ بازی انہیں میدان میں لاتی ہے، نہ ہی چند افراد مل بیٹھ کر انہیں رہنما ہونے کا تمغہ دیتے ہیں، اور نہ ہی یہ خود اپنے رہنما ہونے کا دعوی کرتے ہیں۔ آپ سیرت کا مطالعہ کیجئے، آپکو چند نمایاں نام نظر آئیں گے مثلاً: عشرہ مبشرہ، مہاجرین، انصار، اصحاب بدر، اصحاب رضوان وغیرہ۔ یہ سب گروہ کس طرح معرض وجود میں آئے؟ یہ مسلمانوں کے وہ رہنما تھے جو دینی خدمات کی بدولت معاشرے میں ابھر کر سامنے آ گئے، اور یہی لوگ مشورہ کے اہل سمجھے گئے۔ ان لوگوں کو انکی ملی خدمات کی بنا پر مسلمانوں کی قیادت ملی، اور ایسی قیادت ہی ملت کی نمائندگی کا حق ادا کر سکتی ہے۔ جمہوریت میں قیادت علاقہ یا اکثریت کی بنیاد پر ابھرتی ہے جو اکثر لوگوں کی نمائندہ ہوتی ہے، اور بغدادی خلافت جو سارے مسلمانوں کی قیادت ہونیکی دعویدار ہے وہ تو اس اعتبار سے جمہوریت سے بھی گئی گزری ہے کہ اسے اکثریت تو کیا ایک فیصد مسلمانوں کی نمائندگی حاصل نہیں۔

خراسانی: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ''چند افراد'' پر مشتمل ایک شوری بنائی تھی، جو خلیفہ کا انتخاب کرتی تھی۔ تو آج اگر خلیفۃ المسلمین ابوبکر البغدادی حفظہ اللہ کو چند افراد نے منتخب کر لیا تو اس میں کون سی قیامت ٹوٹ پڑی؟

سلفی: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جو شوری منتخب کی تھی ان میں سے کسی ایک پر، دنیا بھر کے مسلمانوں میں سے کسی ایک فرد کو، کوئی ایک بھی اعتراض تھا؟

خراسانی: نہیں!

سلفی: یہی فرق ہے بغدادی خلافت اور اسلامی خلافت کے انتخاب میں، کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جو اراکین شوری منتخب کیے تھے وہ متفق علیہ تھے، جبکہ داعشی خلیفہ کے اراکین شوری تمام تر اہل اسلام کے نزدیک مردود اور ناپسندیدہ ہیں!

خراسانی: تمام تر اہل اسلام کے نزدیک تو نہیں بہت سے لوگ انکی خلافت کو ماننے والے ہیں۔

سلفی: ماننے والے ایک فیصد بھی نہیں، لہذا نہ ہونے کے برابر ہیں۔

خراسانی: تو پھر خلافت کیسے آئے گی؟

سلفی: خلافت کے قیام کا آج بھی وہی طریقہ ہے جو آغاز اسلام میں تھا، پہلے تو دعوت کے ذریعے سے معاشرہ کو شرک سے پاک کیا جائے، یا کم از کم اسقدر لوگوں کو توحید آشنا کر لیا جائے کہ اہل شرک نہ ہونے کے برابر ہوں، جب لوگوں میں ایمان آ جائے گا تو خلافت زور لگائے بغیر خود ہی قائم ہو جائے گی۔ آپ دیکھتے نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں توحید کی دعوت دی ہجرت سے کچھ پہلے نمازیں فرض ہوئیں، اسکے بعد ہجرت ہوگئی اور مدینہ میں جب مسلمان عقیدہ وعمل میں پختہ ہو گئے تو ایک اسلامی حکومت معرض وجود میں آ گئی۔

خراسانی: تو کیا ہم اب تبلیغی جماعت کی طرح دعوت وتبلیغ ہی کرتے رہیں، اور طاغوتی نظاموں کو کچھ نہ کہیں؟

سلفی: میں نے کب کہا ہے کہ تم کفر کے اماموں کو کچھ نہ کہو، دعوت کے ساتھ ساتھ جہاد ایک اہم جز ہے۔ جہاں آپکو دعوت توحید میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے، نماز روزہ پر کوئی پابندی نہیں، آپ دین کے جس رکن پر عمل پیرا ہونا چاہیں ہو سکتے ہیں، وہاں آپ دعوت دیں اور لوگوں کو ایمان میں مزید پختہ کریں، زیادہ سے زیادہ لوگوں کو حق پہنچائیں، اور جہاں کفار مسلمانوں پر ستم ڈھا رہے ہیں، انہیں آزادی سے اسلام پر عمل پیرا نہیں ہونے دیتے، مسلمانوں کے علاقوں پر قابض ہوئے بیٹھے ہیں، وہاں آپ علم جہاد بلند کریں۔

خراسانی: تو آپکا مطلب یہ ہوا کہ ہم ملک سے باہر جا کر جہاد کرتے رہیں اور ملک میں حکمران جو چاہیں

کرتے پھریں؟

سلفی: انہیں دعوت دو، جب یہ لوگ آپکی دعوت مان لیں گے تو ملک میں خون خرابہ کیے بغیر اسلامی نظام قائم ہو جائے گا۔ آپ اپنے آپ کو سلفی جہادی کہتے ہیں، سلف کو دیکھیں تو سہی کہ انہوں نے کیا کردار ادا کیا تھا؟ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ناصر الدین قلاؤن کے ساتھ مل کر تاتاریوں کے خلاف جہاد کیا۔ حالانکہ وہ خود بھی شرکیہ نعرے لگانے والا تھا۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اسے دعوت دی سمجھایا، اصلاح کی، اسکے خلاف علم جہاد بلند کیا، نہ ہی اس پر کفر کے فتوے لگائے۔ اور مجدد الدعوۃ الاسلامیہ شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ کو دیکھیں تو انہوں نے بھی حکام کے خلاف خروج نہیں کیا بلکہ انہیں دعوت دی ہے اور اپنے ساتھ ملایا ہے۔ ہم بھی جب اپنے حکام کو انکے مقام و مرتبہ کا لحاظ رکھتے ہوئے دعوت دیں گے تو یقیناً وہ بھی اس سے ضرور متاثر ہو جائیں گے۔ اور جب حکام درست ہو گئے تو پھر نظام خود ہی درست ہو جائے گا اور اسلامی طرز حکمرانی سے ہم مستفید ہونگے۔ اور یہ طریقہ مخلوق کا بنایا ہوا نہیں ہے بلکہ اللہ تعالی نے خود مقرر فرمایا ہے :

اللہ نے تم میں سے ایسے لوگوں کے ساتھ وعدہ کیا ہے جو ایمان لے آئیں اور نیک اعمال کرنے لگیں وہ انہیں زمین میں ضرور خلافت عطا کریں گے جیسا کہ پہلے لوگوں کو دی تھی، اور انکے دین کو بھی غلبہ عطا کریں گے جو انکے لیے پسند کیا ہے اور انکے خوف کو امن سے بدل دیں گے، (شرط یہ ہے کہ) وہ میری عبادت کریں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ [النور:55]

تو اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالی نے تین انعام دینے کا وعدہ کیا ہے:

1۔خلافت 2۔غلبہ دین 3۔امن

اور یہ وعدہ ان لوگوں کے لیے ہے جو چار کام کریں:

1۔ایمان لے آئیں۔ 2۔نیک اعمال کریں۔ 3۔اللہ کی عبادت کریں۔ 4۔شرک سے بچیں۔

اور ہم ایسا معاشرہ جس میں یہ چاروں صفات موجود ہوں 'دعوت' ہی کے ذریعے سے پیدا کر سکتے ہیں

خراسانی: تو اسکا مطلب ہوا کہ غلبہ اسلام اور خلافت کا جہاد سے کوئی تعلق نہیں؟

سلفی: یہ کس نے کہا ہے کہ جہاد کا غلبہ اسلام اور خلافت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں نے قرآن مجید کی

آیت آپکے سامنے پیش کی ہے جس میں قیام خلافت، استحکام امن، اور غلبہ اسلام کا طریقہ کار اللہ نے متعین فرمایا ہے۔

خراسانی: آپ نے جہاد کا تو ذکر ہی نہیں کیا! مجھے تو یہ تبلیغی جماعت والا طریقہ لگتا ہے۔

سلفی: دراصل آپ سمجھ بیٹھے ہیں کہ غلبہ اسلام اور قیام خلافت کے لیے جہاد اساس اور بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔ حقیقت میں دعوت ہی غلبہ اسلام اور قیام خلافت اور استحکام امن کی بنیاد ہے۔ جہاد ایک ضرورت ہے۔ دعوت کے راستے کھولنے کے لیے، مسلمانوں پر ظلم وستم کو ختم کرنے کے لیے، مسلمانوں کے علاقے کفار کے پنجہ سے چھڑانے کے لیے، فتنہ وفساد وغیرہ مٹانے کے لیے جہاد ہوگا۔ یہی اسلام کا منہجِ سیاست ہے۔ اسلام کا مزاج قتل وغارت کا نہیں ہے۔ آپ دیکھتے نہیں کہ مسلمان جس علاقہ پر حملہ کریں وہاں انہیں بچوں، عورتوں، کمزوروں بوڑھے مردوں، حتی کہ ایسے نوجوانوں کو بھی قتل کرنے کی اجازت نہیں جو انکے خلاف لڑتے نہیں اور ہتھیار نہیں اٹھاتے۔ اتنی پر امن لڑائی کسی اور مذہب میں ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

'' نبوت کے بعد خلافت رہے گی، پھر بادشاہت آئے گی اور پھر جبر واستبداد کی سیاست ہوگی اور پھر خلافت نبوی طریقہ کے عین مطابق ہوگی۔'' مسند احمد: 8406

خراسانی: نبوی طریقہ پر خلافت کے قیام کا کیا مطلب ہے؟

سلفی: یقیناً نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ہی کام کیے۔ ا۔ دعوت، ۲۔ اس دعوت میں رکاوٹ آنے پر کفار کے خلاف جہاد! اور نام نہاد مسلم عبداللہ بن ابی جیسے رئیس المنافقین اور اسکے ساتھیوں کے خلاف بھی کبھی تلوار نہیں اٹھائی! ہمیں بھی ایسا ہی کرنا چاہیے۔ مسلمانوں کو دعوت دیں اور جہاں کفار مسلمانوں پر ظلم ڈھا رہے ہیں وہاں جہاد کریں اور اپنے اندر وہ خصلتیں پیدا کریں جن سے خلافت قائم ہوتی ہے، یہی خلافت کا نبوی منہج ہے۔

خراسانی: یہ کام تو داعش بھی کر رہی ہے اور تم اسکو برا بھلا کہہ رہے ہو؟

سلفی: داعش نبوی منہج کے بالکل الٹ چل رہی ہے۔ نبوی منہج رحماء بینھم ہے جبکہ سمجھنے کی بات ہے

داعش مسلمان حکمرانوں کے خلاف لڑتی اور حماس ،افغان اور شامی مجاہدین کو شہید کر رہی ہے جو اپنوں پر سخت ہونے کی واضح دلیل ہے۔ اور دوسری طرف انڈیا امریکہ اور اسرائیل کے خلاف انکی لڑائی نہ ہونے کے برابر یہ پالیسی نبوی طریقہ کار کے بالکل مخالف ہے۔

خراسانی: !ان حکمرانوں نے بھی تو ظلم کی انتہا کر رکھی ہے۔ انکا کیا کیا جائے؟

سلفی: اس کے متعلق حدیث میں رہنمائی موجود ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا'' میرے بعد ایسے حکمران ہونگے جو میری سنت طریقہ کی پیروی نہیں کرینگے۔ ان میں سے ایسے لوگ پیدا ہونگے جن کے جسم انسانوں کی مانند لیکن ان کے دل شیطانوں کی طرح ہونگے۔ اگر تم ایسا زمانہ پالو تو ایسے حکمران کی اطاعت کرو وہ تمہاری پیٹھ پر کوڑے مارے یا سارا مال چھین لے۔'' مسلم:1848

بھائی حدیث کے الفاظ پر غور کرو جو خرابیاں تم موجودہ حکام کی بیان کر رہے ہو ان سے زیادہ خرابیاں موجود ہونے پر بھی حدیث میں انکی اطاعت کا حکم ہے! جبکہ ہمارے جذباتی لوگ اطاعت کے بجائے بغاوت کا منہج اپنا کر نبوی طریقہ کار کی مخالفت کرتے ہیں اور جو بیچارہ ان احادیث کو سامنے رکھ کر اطاعت کا کہے تو اسے حکومت کا ایجنٹ قرار دیا جاتا ہے!

خراسانی: ظالم حکمران کے خلاف کلمہ حق کہنا افضل جہاد ہے کیا تم اس کے قائل نہیں؟

سلفی: کلمہ حق کہنے سے کس نے روکا ہے؟ ضرور کہو! لیکن تلوار اٹھانے کی اجازت نہیں۔ اور جب کلمہ حق کی وجہ سے حاکم ظلم کرے تو ایسی صورت میں صبر کرو اور اسکی اطاعت کرو جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ اور سلف صالحین کے اسوہ سے بھی ثابت ہے جیسا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ پر خلق قرآن کے مسئلہ میں، امام مالک رحمہ اللہ کو جبری طلاق کے مسئلہ میں کلمہ حق کہنے پر حاکم وقت نے ان پر بہت زیادہ ظلم کیا۔ لیکن ان علما نے صبر کا مظاہرہ کیا۔ اسی طرح ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور دیگر اسلاف کی مثالیں موجود ہیں!

خراسانی: یہ بات تو ٹھیک ہے لیکن خلیفہ کا ہونا بھی تو ضروری ہے۔ اسکے لیے کچھ نہ کریں؟

سلفی: مسلمانوں اور پرامن کفار میں دعوت کا کام کریں اور حربی کفار کے خلاف جہاد کریں! اور ان دونوں کاموں کے لئے خلافت کا ہونا ہرگز ضروری نہیں! اس کیلئے ایک صحیح حدیث پیش خدمت ہے جس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ جب خلافت نہ ہو تو ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ نبی صلی علیہ والہ وسلم نے

ارشاد فرمایا:

''سب سے پہلے نبوت ورحمت ہوگی، پھر خلافت ورحمت ہوگی، پھر بادشاہت ورحمت ہوگی، اور پھر امارت ورحمت ہوگی اور اس کے بعد لوگ اس حکومت کو حاصل کرنے کیلئے ایک دوسرے کو گدھے کی طرح کاٹیں گے .اس دور میں تم جہاد کو لازم پکڑنا، اور تمہارا افضل جہاد رباط (یعنی سرحدوں کی حفاظت) ہے اور افضل رباط عسقلان شہر کا رباط ہے'' (طبرانی)

اب بھائی دیکھیں حدیث میں کتنے آسان الفاظ میں سمجھایا گیا ہے کہ جب خلافت نہ ہو اور لوگ حکومتوں کے لئے لڑ رہے ہوں تو اس وقت تم ان جھگڑوں سے علیحدہ ہو کر جہاد ورباط کو لازم پکڑنا۔ اور پھر یہ بھی بتایا کہ افضل رباط عسقلان شہر کا ہے جو کہ آجکل اسرائیل کے قبضہ میں ہے۔ غور کریں داعش تو اس حدیث کے بھی الٹ چل رہی ہے۔ بجائے عسقلان کی آزادی کیلئے اسرائیل سے لڑنے کے الٹا حماس کے فلسطینی مجاہدین کو طاغوت اور کافر کہہ کر شہید کر رہی ہے!

خراسانی: بتائیں ان حالات میں ہم کیا کریں؟

سلفی: مذکورہ بالا دلائل سامنے رکھنے سے یہی بات سمجھ آتی ہے کہ اس دور میں فتنوں سے بچتے ہوئے ہمیں اپنے حصے کا یہ کام کرنا چاہیے۔ ان شاءاللہ ان کاموں کی برکت سے خلافت خود بخود قائم ہوگی۔

1۔ اللہ پر صحیح ایمان لے آئیں جیسا ایمان لانے کا حق ہے 2۔ اللہ کی عبادت کریں

3۔ شرک سے بچیں 4۔ مسلمانوں اور غیر حربی کفار میں دعوت کا کام کریں

5۔ اور جہاں ضرورت ہے وہاں کفار کے خلاف جہاد کریں اور رباط (مسلمان ملکوں کی سرحدوں کا دفاع) کریں۔

ان شاءاللہ اسی نبوت کے طریقہ پر چلتے ہوئے خلافت قائم ہوگی باقی تمام طریقے ناکام ہیں۔

خراسانی: یہ سب باتیں خلافت کے قیام کے حوالے سے ہیں، یہ تو سمجھ آتی ہیں، لیکن ابوبکر البغدادی کی خلافت پر تمہیں کیا اعتراض ہے؟ اسے تم خلیفہ کیوں نہیں مانتے؟

سلفی: اسکی بہت سی وجوہات ہیں۔ ایک تو پہلے ہی ذکر کر چکا ہوں کہ اسکے انتخاب اور نامزدگی کا طریقہ کار بالکل غیر شرعی ہے! خلیفہ بننے والا یہ شخص بالکل مجہول ہے، اسکی ثقاہت وعدالت بھی مشکوک ہے

۔اسے خلیفہ بنانے والے افراد بھی

نامعلوم اور غیر معروف ہیں۔خلیفہ اور اسکے چیلے سبھی اہل علم کی نظروں میں ''خارجی اور تکفیری'' ہیں۔یہ عجب خلافت ہے جو نوجوان لڑکیوں کو گھروں سے بھاگنے کی دعوت دیتی ہے۔اور پھر انکے اولیا کی اجازت کے بغیر ہی ان سے نکاح کیا جاتا ہے۔غیر شرعی فیصلے کیے جاتے ہیں، اور اسلام میں حرام کاموں کا ارتکاب کیا جاتا ہے جسکی ایک مثال انسانوں کو بہیمانہ طریقہ سے زندہ جلانا ہے۔وحشت وبربریت کی انتہا ہے کہ مسلمانوں کو صرف اس بنا پر ذبح کر دیا جاتا ہے کہ وہ انکی ''چنگیزی خلافت'' کو نہیں مانتے اور جو لوگ انکے بہکاوے میں آ کر انکے پاس چلے جاتے ہیں، اور جب وہ انکی حقیقت سے آشنا ہو کر پلٹنے لگتے ہیں انہیں بھی موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے۔

اسلامی خلافت میں انسانی خون اتنا سستا نہیں ہوتا، بلکہ اسلامی خلافت میں تو مسلمانوں کے ساتھ ساتھ کفار کے مال وجان کی بھی حفاظت کی جاتی ہے اور کسی بھی ایسے شخص کو قتل کرنے کی اجازت نہیں ہوتی جو مسلمانوں کے خلاف نہ لڑے۔آپ خلافت راشدہ پر نظر دوڑائیں کس قدر امن وامان کا دور دورہ تھا، نبی مکرم ﷺ کے دور مسعود سے لیکر خلافت، بلکہ پر رحمت ملوکیت تک ساری اسلامی قلمرو میں امن وسکون قائم تھا، ذمیوں کے حقوق متعین تھے، مشرکین اور یہود ونصاری کے لیے بھی امن وراحت کا پیغام تھا۔یہ ہوتی ہے اسلامی خلافت، کہ جس میں ہر انسان اپنے لیے راحت وسکون محسوس کرے۔جبکہ داعشی تسلط میں تو ہر کوئی خوف وہراس کا شکار، یا وحشت وبربریت کا علم بردار ہی نظر آتا ہے۔

خراسانی: واقعتاً داعش کی خلافت میں یہ خرابیاں تو موجود ہیں۔لیکن بہر حال وہ حدود اللہ کا قیام تو کر رہے ہیں۔

سلفی: حدود اللہ کا قیام تو پاکستان میں بھی ہے، چور کا ہاتھ کاٹنے اور زانی کو سنگسار کرنے وغیرہ کے سوا باقی کام تو ہو رہے ہیں، اور یہاں ہر کسی کو اپنی دعوت دینے اور اسلام پر اپنی مرضی سے عمل پیرا ہونے کی اجازت ہے۔جبکہ داعش والے تو لوگوں کو زبردستی اپنی خلافت منوانے کے چکر میں ہیں، اللہ نے تو کسی کو جبرا مسلمان کرنے سے بھی منع کیا ہے کہ ''اسلام میں جبر اور زبردستی نہیں ہے''۔جبکہ داعش کی چنگیزی خلافت تو لوگوں کو دہشت زدہ کر کے اپنا تسلط منوانا چاہتی ہے! رہی حدود اللہ کے قیام کی بات تو

آج تک انہوں نے وحشیانہ قتل وغارت کے اور کیا کام کیا ہے جسے وہ حدود اللہ سے تعبیر کر سکیں؟ ہم تو انکے اس بے دریغ قتل کرنے کے عمل کو بھی حدود اللہ کی پامالی سمجھتے ہیں!

خراسانی: اللہ آپکو جزائے خیر دے، وگرنہ میں تو انکے بہکاوے میں آ چکا تھا، اور گھر بار چھوڑ کر جا رہا تھا۔ آپ نے اچھا کیا جو مجھے انکی حقیقت سے آگاہ کر دیا۔ میں اس پر تہہ دل سے آپکا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ان خوارج کا شکار ہونے سے بچا لیا۔

سلفی: اللہ کا شکر ادا کرو کہ جس نے تمہیں سمجھ عطا فرما دی ہے، وگرنہ جو لوگ پکے خارجی ہو جاتے ہیں وہ کسی کی نہیں سنتے اور نہ ہی واپس دین کی طرف لوٹتے ہیں۔ آپ تو تھوڑے سے متاثر تھے، اللہ نے آپکو مزید گمراہی سے بچا لیا۔

خراسانی: ویسے جب میں نے داعش والوں کی باتیں سنیں تو میں بہت جلد ان سے متاثر ہو گیا تھا۔

سلفی: یہ بہت بڑا فتنہ ہے، انکے نعرے بہت خوشنما، باتیں بہت اچھی، لیکن کردار بہت گندا ہوتا ہے، یہی خوارج کا طرہ امتیاز ہے۔ اور فتنہ کہتے ہی اسے ہیں جس سے بچنا عام آدمی کے لیے بہت مشکل ہو جائے، جو اسکے قریب جائے اسکا شکار ہوتا چلا جائے یہی چیز تو فتنہ کہلاتی ہے۔ دجال خدائی کا دعویدار ہوگا، جو کہ صریحا کفر ہے اور لوگ اسکے چند کرتب دیکھتے ہی اسے اپنا رب سمجھنے لگیں گے۔ اسکے فتنہ سے بھی صرف وہی بچے گا جسے اللہ تعالی حقیقت سے آشنا کر دے گا۔

خراسانی: دجال کا فتنہ تو واقعتاً بہت بڑا ہوگا، اللہ ہم سب کو اس سے محفوظ رکھے۔

سلفی: سارے فتنے ہی اسی طرح کے ہوتے ہیں، کہ جو شیلے، جیالے، اور جلد باز لوگ ان میں بہت جلد مبتلا ہوتے ہیں۔ دجال کا فتنہ اس امت کا سب سے بڑا فتنہ ہوگا۔ اور یہ خوارج کا فتنہ بھی انہیں بڑے بڑے فتنوں میں سے ایک ہے جن سے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو ڈرایا ہے۔

خراسانی: آپکا بہت بہت شکریہ، میں نے آپ کا بہت سا وقت لے لیا۔ اس پر اللہ آپکو جزا خیر عطا فرمائے۔ آمین۔ اب میں اجازت چاہوں گا۔ السلام علیکم ورحم اللہ وبرکاتہ

سلفی: وعلیکم السلام ورحم اللہ وبرکاتہ، اللہ آپکا حامی وناصر ہو، اور آپکو ان فتنوں سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ فی امان اللہ

غلطیوں کی اصلاح سیرت طیبہ کی روشنی میں

مجیب الرحمٰن سیاف

غفلت ولا پرواہی، خواہش نفس اور نسیان جیسے عوارض میں مبتلا ہونا انسان کی فطرت ہے۔ نبی ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

''تمام اولاد آدم خطا کار ہے اور بہترین خطا کار توبہ کرنے والے ہیں''۔

ترمذی (2499)، ابن ماجہ (4251) حسن

کسی بھی انسان سے اچانک کوئی غلطی واقع ہونے کی صورت میں جذبات میں آکر نامناسب رویہ اختیار کرنے کی بجائے احسن انداز میں نرمی کے ساتھ اس کی اصلاح کی کوشش کریں کیونکہ مقصد اصلاح ہے انتقام نہیں۔ چنانچہ اسوہ رسول ﷺ سے چند اصلاح کے چند طریقے قارئین کی خدمت میں پیش کیے جاتے ہیں۔

کسی کو غلط کہنے میں جلدی نہ کریں

جب تک غلطی واضح نہ ہو تب تک صرف شکوک وشبہات کی بنا پر کسی کو غلط نہ کہیں اگر واقعی غلطی پر ہے تو اس کے اسباب ومحرکات کو تلاش کر کے ان کا بھی خاتمہ کریں تاکہ دوبارہ وہ شخص اس غلطی سے محفوظ رہ سکے۔

حضرت عباد بن شرجیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں اپنے چچا کے ساتھ مدینہ آیا۔ وہاں ایک کھیت میں چلا گیا اور کچھ خوشے توڑ کر دانے نکال لیے۔ کھیت کے مالک نے مجھ مارا اور میری چادر چھین لی۔ میں نے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کی۔ آپ علیہ السلام نے اسے بلا بھیجا پھر اسے فرمایا ''تم نے یہ کام کیوں کیا؟ اس نے کہا: یہ شخص میرے کھیت میں داخل ہوا اور اس نے خوشے توڑ کر دانے

نکالے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''وہ مسئلہ سے ناواقف تھا تم نے اسے سکھایا نہیں وہ بھوکا تھا تم نے اسے کھلایا نہیں اس کی چادر واپس کرو''۔ پھر آپ ﷺ نے مجھ آدگا وسق (ایک من ساڑھے بائیس کلو) غلہ عطا کیا۔

نسائی: (2298) صحیح

جذباتی رویہ سے اجتناب کریں

برائی سے روکنے کے لیے اگر جذباتی رویہ اختیار کیا جائے تو اس سے اصلاح کی بجائے مزید خرابی کا خدشہ ہوسکتا ہے لہذا صبر وتحمل اور برداشت سے سامنا کیا جائے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نبی ﷺ کی مجلس میں حاضر تھے ایک بدو آیا اس نے آکر مسجد میں پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا رک جاؤ، رک جاؤ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اسکا پیشاب نہ روکو اسے فارغ ہو لینے دو صحابہ کرام نے اسے چھوڑ دیا حتی کہ وہ پیشاب سے فارغ ہو گیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے بلا کر فرمایا یہ مساجد پیشاب کرنے یا گندگی پھیلانے کے لیے نہیں تو اللہ کے ذکر اور تلاوت قرآن مجید کے لیے ہوتی ہیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے ایک آدمی کو حکم فرمایا تو اس نے پانی کا ایک ڈول لا کر پیشاب والی جگہ پر بہا دیا۔ مسلم: (284)

صحیح بخاری میں ہے لوگ غصہ میں آکر اس کو پکڑنے کے لیے آگے بڑھے تو رسول اللہ نے فرمایا ''اسے چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر پانی بہا دو۔ تم آسانی کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو مشکل میں ڈالنے والے نہیں۔ بخاری: (220)

نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو منع فرمایا اور نہایت ہی عمدہ انداز سے اس اعرابی کی رہنمائی فرمائی

غلطی کا نقصان واضح کریں

جو شخص جس غلطی کا مرتکب ہو رہا ہے اسے اسکے نقصان سے آگاہ کیا جائے تا کہ وہ اس غلطی سے محفوظ رہ سکے یہی نبی علیہ السلام کا انداز تربیت ہے، حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

اللہ ﷺ سفر کے دوران کسی مقام پر پڑاؤ ڈالتے تو صحابہ کرام گھاٹیوں اور وادیوں میں بکھر جاتے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تمہارا ان گھاٹیوں اور وادیوں میں بکھر جانا شیطان کی طرف سے ہے''۔اس کے بعد جب بھی آپ علیہ السلام نے پڑاؤ ڈالا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس طرح ایک دوسرے سے مل کر بیٹھ جاتے اگر ان پر کپڑا پھیلایا جاتا تو وہ ان کو کافی ہو جاتا'' ابوداؤد:(2628)

عملی نمونہ پیش کریں

حکم کرنے کی بجائے خود عملی طور پر کسی کار خیر کی طرف بڑھنا بھی اصلاح کے لیے معاون ثابت ہوتا ہے۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

نبی کریم ﷺ نے مسجد کی قبلہ والی دیوار پر بلغم لگا دیکھا تو آپ ﷺ کو انتہائی ناگوار محسوس ہوا حتٰی کہ اس ناگواری کے اثرات آپ ﷺ کے چہرے پر نمایاں ہو گئے آپ ﷺ اٹھے اسے اپنے ہاتھ سے کھرچ کر صاف کر دیا۔ بخاری:(835)

عمومی وضاحت پر اکتفا کریں

غلطی کرنے والے کو براہ راست مخاطب نہ کرنا تا کہ اسے لوگوں کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے عمومی وضاحت پر اکتفا کر لیا جائے۔ایسا کرنا نبی کریم علیہ السلام سے بہت سے مواقع پر ثابت ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''کیا وجہ ہے کہ لوگ آسمان کی طرف منہ اٹھاتے ہیں پھر آپ ﷺ نے اس بارے میں سخت بات فرمائی لوگ اس طرح نگاہ اٹھانے سے باز آجائیں ورنہ ان کی آنکھیں چھین لی جائیں گی (ان کی بینائی ختم ہو جائے گی)۔ بخاری:(750)،ابوداؤد:(913)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک لونڈی حضرت بریرہ کو خریدنے کا ارادہ کیا اس کے مالکوں نے اس شرط پر بیچنے کی رضامندی ظاہر کی کہ ولا (آزاد کرنے والے اور آزاد ہونے والا کا باہمی تعلق ولا کہتا ہے) ہماری طرف ہوگی۔جب نبی کریم ﷺ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ نے لوگوں میں کھڑے کرے ہو کر

حمد وثنا بیان کرنے بعد فرمایا:''

''کیا وجہ ہے کہ کچھ لوگ ایسی شرائط عائد کرتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں؟ جو شرط بھی اللہ کی کتاب میں نہیں وہ کالعدم ہے اگر چہ سو شرطیں ہی کیوں نہ ہوں۔ اللہ کا فیصلہ زیادہ درست ہے اور اللہ کی شرط زیادہ بہتر ہے۔ ولا اس کی ہوتی ہے جو آزاد کرے''۔ بخاری: (2563)، مسلم: (1504)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کام کیا اور اس کی اجازت دی لیکن کچھ لوگوں نے پرہیز کیا۔ نبی علیہ السلام کو اس کا علم ہوا تو آپؐ نے خطبہ دیا اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا:

''کیا وجہ ہے کہ بعض لوگ اس کام سے بچتے ہیں جو میں کرتا ہوں، اللہ کی قسم! کیا وجہ ہے میں اللہ کے بارے میں زیادہ علم رکھتا ہوں اور ان سب سے زیادہ اللہ کا خوف رکھتا ہوں''۔

بخاری: (4101)، مسلم: (2356)

مثال کے ذریعے اصلاح کریں

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر مثالوں سے مسائل کی وضاحت کی ہے اسی طرح نبی علیہ السلام نے بھی بہت سے مواقع پر مثالی مسائل سمجھائے ہیں اس لیے کہ مثال سے سمجھنے میں آسانی رہتی ہے۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک نوجوان نبی علیہ السلام کے پاس آیا اس نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے زنا کی اجازت دے دیں لوگ اس کی طرف متوجہ اور اسے ڈانٹنے لگے اور کہنے لگے پیچھے ہٹ جا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے قریب آجاؤ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر بیٹھ گیا تو آپ نے اس سے پوچھا کیا تم اسے اپنی والدہ کے لیے پسند کرتے ہو؟ اس نے کہا نہیں اللہ کی قسم میں آپ پر قربان جاؤں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو لوگ بھی اسے اپنی ماؤں کے لیے پسند نہیں کرتے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا اسے اپنی بیٹی کے لیے پسند کرتا ہے کہنے لگا نہیں میں اللہ کی قسم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان جاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ بھی اسے اپنی بیٹیوں کے لیے پسند نہیں کرتے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اپنی بہن کے لیے اسے پسند کرتے ہو کہنے لگا نہیں۔ اللہ کی قسم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان

جاؤں آپ نے فرمایا لوگ بھی اسے اپنی بہنوں کے لیے پسند نہیں کرتے۔کیا تم اسے اپنی پھوپھی کے لیے پسند کرتے ہو؟اس نے کہا نہیں اللہ کی قسم میں آپ پر قربان جاؤں۔تو آپ ﷺ نے فرمایا تو لوگ بھی اسے اپنی پھوپھیوں کے لیے پسند نہیں کرتے..تم اسے اپنی خالہ کے لیے پسند کرتے ہو؟اس نے کہا نہیں اللہ کی قسم میں آپ پر قربان جاؤں۔تو آپ ﷺ نے فرمایا تو لوگ بھی اسے اپنی خالہ کے لیے پسند نہیں کرتے ہیں۔حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ ﷺ نے اس پر اپنا ہاتھ رکھا اور دعا دی:

''اے اللہ اس کا گناہ معاف فرما دے اور اس کے دل کو پاک کر دے اور اس کی شرم گاہ کی حفاظت فرما۔''اس کے بعد کبھی بھی اس نوجوان نے اس کی طرف توجہ نہیں کی۔

مسند احمد:(22211)

شرعی حکم بیان کر کے غلطی کی اصلاح کریں

حضرت جرہد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے پاس سے رسول اللہ ﷺ اس وقت گزرے جب ران سے کپڑا اہٹا ہوا تھا تو نبی ﷺ نے فرمایا:

''اپنی ران کو ڈھانپ لے یقیناً یہ بھی پردے کے اعضا میں شامل ہے''

ترمذی:(2795)

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

عورتیں شوہروں کی ناشکری سے بچیں!

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''اے عورتوں کی جماعت !تم کثرت سے صدقہ کرو میں نے جہنم میں تمہاری کثیر تعداد دیکھی ہے''صحابیات رضی اللہ عنہن عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ !اس کی کیا وجہ ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا:''تم کثرت سے لعن طعن کرتی ہو اور اپنے خاوندوں کی ناشکری کرتی ہو۔''

بخاری:(1462)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسول اللہ ﷺ کا نسب نامہ

تحریر.....محمد عظیم حاصل پوری

حسب ونسب پر انسان کی پہچان کا انحصار ہے رشتوں کی پاسداری اور صلہ رحمی کے لیے ضروری ہے کہ آدمی اپنے حسب ونسب سے واقف ہو یہ حسب ونسب اور رشتے اللہ تعالیٰ نے قائم فرمائیے ہیں ارشاد ہوتا ہے۔

﴿وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا﴾.

اور وہی (اللہ) ہے جس نے انسان کو پانی سے پیدا کیا، پھر اسے نسب (دادیال) اور سسرال (والا) بنایا۔ (الفرقان:٥٤)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«تَعَلَّمُوا مِنْ أَنْسَابِكُمْ مَا تَصِلُونَ بِهِ أَرْحَامَكُمْ، فَإِنَّ صِلَةَ الرَّحِمِ مَحَبَّةٌ فِي الأَهْلِ، مَثْرَاةٌ فِي المَالِ، مَنْسَأَةٌ فِي الأَثَرِ».

''تم اپنے نسب کو صلہ رحمی کے لیے معلوم کرو، یقیناً صلہ رحمی سے محبت بڑھتی ہے، مال اور عمر میں اضافہ ہوتا ہے۔'' (ترمذی/ الادب/ باب/ ١٩٧٩)

رسول اللہ ﷺ اعلیٰ نسب والے تھے جیسا کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے جب شاہ روم ہرقل کے دربار میں آپ کے حسب ونسب کا تذکرہ کیا تو ہرقل نے پوچھا کہ آپ کا نسب کیا ہے؟ تو ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ کا نسب بہت اعلی ہے اسی پر ہرقل نے کہا تھا کہ یقیناً رسول اپنی قوم کے اعلیٰ نسب میں پیدا ہوتا ہے۔ (صحیح بخاری:٤٥٥٣)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدم علیہ السلام سے لے کر میرے والدین کے مجھے جنم دینے تک میرا تمام نسب نکاح کے ساتھ چلا۔ اس میں زنا کا شائبہ تک نہ تھا

میرا نسب زمانہ جاہلیت کے نسلی عیوب سے بالکل پاک اور محفوظ رہا۔

(صحیح الجامع الصغیر :۱/۶۱۳(۳۲۲۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مجھے عہد بہ عہد بنی آدم کی بہترین نسلوں میں سے مبعوث کیا گیا۔''

(صحیح بخاری/ ۳۵۵۷)

سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو منتخب کیا۔ کنانہ میں سے، قریش کو، قریش میں سے بنو ہاشم کو اور بنو ہاشم میں سے مجھے منتخب کیا۔ (صحیح مسلم:۲۲۷۶)

ابوالقاسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوالبشر آدم علیہ السلام تک نسب نامہ

سیرت نگاروں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب نامہ کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے پہلا حصہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر عدنان تک ہے جس کے صحیح ہونے پر محققین کا اتفاق ہے۔

(صحیح بخاری تعلیقا :۳۸۱۵) (فتح الباری:۶/۶۴۶)

اور دوسرا حصہ عدنان بن اُدد سے لے کر ابراہیم علیہ السلام تک۔

(تاریخ الطبری:۲/۶۸-۲۹)(طبقات ابن سعد:۱/۵۶)

اور تیسرا حصہ ابراہیم u سے لے کر آدم u تک۔ (سیرت ابن ہشام:۱/۲-۳)

آخری دو حصوں کے متعلق بہت زیادہ اختلاف ہے اس میں کچھ حذف ہے اور کچھ زائد۔ الغرض جو کچھ تاریخ میں اہل علم نے اپنی رائے سے مناسب خیال کر کے درج کیا ہے اسے ذکر کر دیا گیا ہے۔

نمبر شمار	نام	تفصیل
۱	محمد صلی اللہ علیہ وسلم	والدہ آمنہ، پیدائش ۹ ربیع الاول، عمر ۶۳ برس، رحلت مدینہ
۲	عبد اللہ	والد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، والدہ فاطمہ، وفات مدینہ، تدفین دار النابغہ

۳	شَیْبَة (عبد المطلب)	بیوی فاطمہ، کنیت ابوحارث، متولی کعبہ وزمزم، لقب سخی مکہ، دادا محمد ﷺ
۴	عَمْرو (هاشم)	بیوی سلمی، کنیت ابو نضلہ، حجاج کی ضیافت کرنے والے
۵	مغیرة (عبد مناف)	بیوی عاتکہ، کنیت ابوشمس، حسن کی وجہ سے لقب قمر البطحاء تھا
۶	زید (قصی)	بیوی جُیّ، پرورش شام میں، جوانی بڑھاپہ مکہ میں
۷	کِلاب (حکیم)	بیوی فاطمہ، کنیت ابو زهره
۸	مُرَّة (مهذب)	بیوی هند، کنیت ابو یَقَظَه
۹	کعب	بیوی محشیہ، کنیت ابو هُصَیْص، سب سے پہلے امابعد کے الفاظ انہوں نے کہے تھے
۱۰	لُؤَی	بیوی ماویہ، کنیت ابو کعب، صاحب عقل ودانش
۱۱	غَالِب	بیوی عاتکہ، کنیت ابو تیم
۱۲	فِهْر (قریش)	بیوی لیلیٰ، کنیت ابو غالب، قریش لقب انہی کی وجہ سے تھا۔
۱۳	مالك	بیوی جندلہ کنیت ابو حارث، والدہ عاتکہ
۱۴	قیس (النضر)	بیوی عِکْرِشہ، کنیت ابو یخلد
۱۵	کِنَانة	بیوی برّہ، کنیت ابو نضر
۱۶	خُزَیمة	بیوی عوانہ، ہند، کنیت ابواسد، دینِ ابراہیمی کے سچے پیروکار
۱۷	عامر (مدرکة)	بیوی سلمیٰ، کنیت ابو هذیل

۱۸	إلیاس	بیوی لیلیٰ (خندق) کنیت ابوعمرو، دین ابراہیمی کے سچے پیرو کار، حج کے موقع پر سب سے پہلے اونٹوں کی قربانی کرنے والے۔
۱۹	مُضَر	بیوی رباب، کنیت ابوالیاس، اصل نام عمر و
۲۰	نِزَار	کنیت ابوربیعہ، والدہ معانہ
۲۱	مَعَدّ	بیوی معانہ، کنیت ابوقضاعہ، والدہ مہدد، بنی یرمیاہ کے ہم عصر
۲۲	عدنان	بیوی مَہدد، کنیت ابو ھد، سب سے پہلے غلاف کعبہ چڑھانے والے۔
۲۳	أُدد	والدہ نعجاء بنت عمرو
۲۴	هُمَيْسَع	والدہ حارثہ بنت مرداس حمیری
۲۵	سَلَامان	همیدع اور شاحب بھی انہی کو کہتے ہیں
۲۶	عَوْص	منجر اور نبیت بھی انہی کو کہتے ہیں
۲۷	بَوْز	انہیں ثعلبہ بھی کہتے ہیں، قبیلہ ثعلبہ انہی کی طرف منسوب ہے
۲۸	قَمْوَال	انکو یوزاور عشر العتاء بھی کہتے ہیں
۲۹	أُبَیّ	انکو سعد رجب بھی کہتے ہیں
۳۰	عَوَام	انکو قموال اور بریح الناحب بھی کہتے ہیں۔ یہ سلیمان کے زمانہ میں تھے۔
۳۱	نَاشِد	محلم ذو العین انہی کا لقب ہے
۳۲	حَزَا	انہی کو عوام بھی کہتے ہیں
۳۳	بَلْدَاس	اسے محتمل بھی کہتے ہیں

۳۴	يَدَلَاف	اسے تذلا ف بھی پڑھتے ہیں۔لائمہ انہی کا لقب تھا
۳۵	طَابِخ	انہی کو طاھب اور عیقان بھی کہتے ہیں
۳۶	جَاحِم	انکا لقب الشحدود ہے
۳۷	نَاحِش	انکا لقب علتہ ہے
۳۸	ماخی	انکو عرب انطریب خاطم النار کہا کرتے تھے
۳۹	عَيْض	انکو عافی اور عبقر ابو الحسن بھی کہتے ہیں
۴۰	عَبْقَر	اسکو ابراھیم جامع الشمل اس لیے کہتے تھے کہ اس کے عہد میں کامل امن تھا
۴۱	عُبَيْد	اسکو اسماعیل ذو المطابخ کہتے ہیں اس نے ملک بھر میں مسافروں کے لیے مسافر خانے بنائے تھے
۴۲	الدعا	انکو یزن الطعان کہتے ہیں۔یہ پہلا شخص ہے جس نے جنگ میں نیزہ چلایا۔
۴۳	حمدان	انہی کو اسماعیل ذو الاعوج کہتے ہیں
۴۴	سنبر	انکو بشمین اورم طعم فی المحل بھی کہتے ہیں،اسکے محل میں ہر وقت ہر شخص کے لیے کھانا تیار رہتا تھا
۴۵	يَثْرَبی	یثرم اور طمح انکا لقب تھا
۴۶	يَحْزَن	مخزن بھی کہتے ہیں انکا لقب قسو ر تھا
۴۷	يَلْحَن	عنود لقب تھا
۴۸	أَرْعَوَی	انکو رعوبے بھی کہتے تھے انکا لقب دعدع تھا
۴۹	عَيْض	عامر لقب تھا

۵۰	ديشان	الزاهد لقب تھا
۵۱	عَيْصر	انکو عامر اور نيدوان ذو الانديہ بھی کہتے ہيں
۵۲	أَفْنَاد	انکو اقناد ، قناد بھی کہتے ہيں انکا لقب ايامہ تھا
۵۳	أَيْهام	انکو أبهام ، يهامی بھی کہتے ہيں، لقب دوس العتق او راجمل اطلق تھا
۵۴	مقصر	انکو مقصی ، مقاصری بھی کہتے ہيں، لقب حصن اور نزال تھا
۵۵	ناحث	
۵۶	زَارِح	لقب قمير تھا
۵۷	سُمَيّ	انکو شمی ، سما بھی کہتے ہيں، لقب المحشر تھا
۵۸	مزی	ہزمُز بھی انکو کہتے ہيں
۵۹	عَوْضَة	انکو عوص بھی کہتے ہيں، لقب ثمر اور صفی تھا
۶۰	عرام	عُرام بھی درست ہے
۶۱	قِيْدَار	والدہ هالہ بنت حارث، بيوی حاضرہ، قبيلہ بنو جرہم سے تھيں
۶۲	إسماعيل عليہ السلام	اللہ کے رسول، والدہ هاجرہ قبطيہ، لقب ذبيح اللہ، عمر ۱۳۷ برس
۶۳	إبراهيم عليہ السلام	اللہ کے رسول، والدہ اميلہ يا بانو، لقب خليل اللہ، عمر ۱۷۵ برس۔
۶۴	آزر (تارخ)	لقب آزر، والدہ سلمٰی، عمر ۲۰۵ برس
۶۵	نَاحُوْر	دادا ابراهيم، عمر ۱۵۹ برس
۶۶	سَارُوْع (أو ساروغ)	انکو شارُوخ بھی کہا گيا ہے، بعض نے سروج کہا ہے، عمر ۲۳۲ برس

٦٧	فَالِخ	انکو فائج اور فالغ کہا ہے بعض کا کہنا ہے یہ ھود علیہ السلام ہے
٦٨	عَابِر	انکو عَیبر کہا جاتا تھا۔یمن کے اکثر قبائل انہی کی طرف منسوب ہیں۔
٦٩	شَالِخ	انکے معنی قاصد اور وکیل کے ہیں
٧٠	أَرْفَخشد	انکو ارفکشاد بھی کہا گیا ہے عمر ۴۳۸ برس
٧١	سَام	سام کی نسل سے۔۔۔انکی عمر ۶۰۲ برس تھی
٧٢	نوح علیہ السلام	اللہ کے نبی، لقب آدم ثانی
٧٣	لَامِك	انکو لمك بھی کہتے ہیں، لامك کا معنی عاجزی اور عمر ۷۷۷ برس
٧٤	مُتُّوشلخ	انکی عمر ۹۶۹ برس تھی
٧٥	أُخْنُوخ (إدریس علیہ السلام)	انکو خُنُوخ بھی کہتے ہیں۔اللہ کے نبی تھے اور۔۔سے حدزی تھے
٧٦	يَرْد	انکو یارِد بھی کہا جاتا تھا
٧٧	مهلائيل	انکو مُهْلَا ييْل اور ملهل اہل کہا جاتا ہے، عمر ۸۹۵ برس
٧٨	قينان	انکو قَيْنَن بھی کہا جاتا ہے۔عمر ۹۱۰ برس
٧٩	آنوشة	انکو أنوش اور یانش بھی کہا جاتا ہے۔عمر ۹۰۵ برس
٨٠	شِيث علیہ السلام	شیث اللہ کے نبی تھے ان پر صحائف بھی نازل ہوئے۔عمر ۹۱۲ برس۔
٨١	آدم علیہ السلام	کنیت ابوالبشر، لقب خلیفة الله فی الارض ، دنیا کے پہلے انسان۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فضائل محمد رسول ﷺ

مولانا محمد یحییٰ طاہر

۱۔آپ ﷺ ساری کائنات کے لیے رحمۃ للعالمین بن کر آئے۔(الانبیاء:۱۰۷)

۲۔آپ ﷺ ساری کائنات کے نبی بن کر آئے۔ (سورۃ سبا:۲۸)

۳۔اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی مدد ونصرت کرنے کا عہد تمام انبیاء سے لیا۔(آل عمران:۸۱)

۴۔آپ ﷺ خاتم النبیین بن کر آئے آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ (الاحزاب:۴۰)

۵۔نبوت سے پہلے بھی مکہ میں پتھر آپ ﷺ کو سلام کرتے تھے۔(مسلم ۲۲۷۷)

۶۔اللہ نے آپ ﷺ کے ذکر کو سب سے بلند فرمایا۔(الم نشرح:۴)

۷۔آپ ﷺ کے ہاتھ کے اشارے سے چاند دو ٹکڑوں میں بٹ گیا تھا۔ (بخاری:۳۸۶۸)

۸۔روز قیامت تمام نبیوں سے زیادہ آپ ﷺ کے پیروکار ہوں گے۔ (صحیح مسلم:۱۹۶)

۹۔آپ ﷺ کو آسمانوں کی سیر یعنی معراج کروایا گیا جو آپ سے پہلی کسی پیغمبر کو نہیں نصیب ہوا۔ (الاسراء:۱)

۱۰۔آپ ﷺ جب نماز پڑھتے تو آگے کی طرح پیچھے بھی دیکھ سکتے تھے۔ (بخاری:۴۱۸)

۱۱۔آپ ﷺ کی آنکھیں سوتیں تھیں اور دل جاگتا تھا۔ (بخاری:۳۵۶۹)

۱۲۔جنت میں سب سے زیادہ آپ ﷺ کی امت کے لوگ داخل ہوں گے ساری کائنات سے جنت میں داخل ہونے والوں کی ایک سو بیس (۱۲۰) صفیں ہوں گی اسی (۸۰) امت محمدیہ کی اور باقی چالیس دوسری امتوں کی۔(ترمذی:۲۵۴۶) حسن

۱۳۔روز قیامت قبر مبارک سے آپ سب سے پہلے نکلیں گے۔(مسلم:۱۷۸۲)

۱۴۔سب سے پہلے پل صراط سے آپ ﷺ ہی گزریں گے۔(بخاری:۶۵۷۳)

۱۵۔سب سے پہلے جنت کا دروازہ آپ ہی کھٹکھٹائیں گے اور آپ ہی سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ (بخاری:۸۷۶) (مسلم:۱۹۶)

۱۶۔اللہ رب العزت نے آپ کو تیس جوانوں کے برابر طاقت عطا فرمائی تھی۔(بخاری:۳۶۸)

۱۷۔قبر میں صرف آپ کے متعلق سوال ہوتا ہے آپ کے علاوہ کسی نبی کے متعلق نہیں۔

(ترمذی:۱۰۷۱) صحیح

۱۸۔جنت کا سب سے اعلیٰ درجہ مقام وسیلہ ہے جو اللہ تعالیٰ محمد رسول اللہ ﷺ کو عطا فرمائیں گے۔

(بخاری:۶۱۴)

۱۹۔رسول اللہ ﷺ پر ایک بار درود پڑھنے سے اللہ اس بندے پر دس بار رحمتیں نازل کرتا ہے۔

(صحیح مسلم:۴۰۸)

۲۰۔آپ ﷺ پر درود پڑھنے والا قیامت کے دن آپ ﷺ کے سب سے زیادہ قریب ہوگا۔

(ترمذی:۴۸۴) حسن

۲۱۔آپ ﷺ کھانا کھاتے تو اس سے تسبیحات کی آواز آتی تھی۔

(بخاری:۳۵۷۹)

۲۲۔آپ ﷺ کے حکم سے درخت بھی مطیع ہو کر چلنے لگتے تھے۔(ترمذی:۳۶۲۸) حسن

۲۳۔آپ ﷺ کی زندگی ساری کائنات کے لیے نمونہ ہے۔(الاحزاب:۲۱)

۲۴۔''بے شک اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود وسلام بھیجو!۔'' (الاحزاب:۵۶)

۲۵۔''وہ (ذات) پاک ہے جو ایک رات اپنے بندے کو مسجد الحرام (یعنی خانہ کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک جس کے گرداگرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں لے گیا تاکہ اُسے اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھائے، بیشک وہ سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے۔'' [الاسراء:۱]

۲۶۔''اور (اے محمد ﷺ!) ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔'' [سبا:۲۸]

۲۷۔'' بے شک ہم نے آپ کو اظہار حق کرنے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ تاکہ اے مسلمانوں! تم اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اور اس کا ادب کرو اور اللہ کی پاکی بیان کرو۔'' (فتح:۸۔۹)

۲۸۔'' محمد (ﷺ) تمہارے مَردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین (یعنی نبوت کو ختم کرنے والے) ہیں اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے'' [الاحزاب:۴۰]

۲۹۔'' محمد (ﷺ) اللہ کے پیغمبر ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے حق میں تو سخت ہیں اور آپس میں رحم دل'' (الفتح:۲۸۔۲۹)

۳۰۔'' سو جو لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور اسکی حمایت کرتے ہیں اور آپ کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کی اتباع کرتے ہیں جو آپ کے ساتھ بھیجا گیا ہے ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں۔'' (الاعراف:۱۵۷)

۳۱۔''قسم ہے تیرے پروردگار یہ ایماندار نہیں ہوسکتے جب تک کہ تمام آپس کے اختلافات میں آپکو (یعنی رسول اللہ ﷺ) حاکم نہ مان لیں، جو فیصلے آپ ان میں کردیں ان سے اپنے میں کسی طرح تنگی و ناخوشی نا پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کرلیں۔'' (النساء۶۵)

۳۲۔ پہلے ہر نبی اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے سب لوگوں (قیامت تک) کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا ہے۔ صحیح بخاری، التیمم (۳۳۵)

۳۳۔ (بے شک میرے کئی نام ہیں) میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں یعنی اللہ میرے ذریعے کفر کو مٹادے گا اور میں حاشر ہوں، لوگوں کا حشر میرے قدموں میں ہوگا اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو'' مسلم، الفضائل (۲۳۵۴)

۳۴۔'' میں تمام رسولوں کا قائد ہوں لیکن فخر نہیں کرتا اور تمام انبیاء کا ختم کرنے والا ہوں (نبوت ختم کرنے والا) مگر فخر نہیں کرتا اور میں پہلا شفاعت کرنیولا ہوں اور مقبول شفاعت ہوں اور کوئی فخر نہیں کرتا'' سنن دارمی (۵۰) بِاسنادہ جید

صاحبِ علم وعرفاں

حافظ عبدالحمید ازہر حفظہ اللہ ..... سے ..... رحمہ اللہ تک !

حافظ یوسف سراج

ایک مرتبہ مجھے حافظ عبدالرشید اظہر رحمہ اللہ الشیخ عبدالحمید ازہر رحمہ اللہ کے پاس لے گئے۔ مجھے قرآن مجید کی منزل دہرانا تھی اور اظہر صاحب کا خیال تھا کہ اس کے لئے ازہر صاحب کے زیرِ خطبہ محمدی مسجد بہترین رہے گی۔ اظہر صاحب کی گاڑی میں بیٹھ کر محمدی مسجد پہنچے۔ شیخ عبدالحمید ازہر صاحب کی زیارت ہوئی، سردیوں کے دن تھے اور شیخ نے بہترین مچھلی سے تواضع کا اہتمام کر رکھا تھا۔ اب دونوں بزرگ تو چمکتے چہروں کے ساتھ ہنستے ہوئے باتیں کرنے لگے۔ تاہم میں باتیں توجہ سے سننے کے بجائے مچھلی کی طرف متوجہ رہا اور یہ سوچتا رہا کہ یہ نیا عالی شان مدرسہ، یہ شفیق سے مہتمم اور آئندہ ایام میرے لئے کیسے ثابت ہوں گے۔ یہاں تقریباً ایک ماہ میں نے گزارا اور شیخ عبدالحمید ازہر رحمہ اللہ سمیت یہاں کی ہر چیز میرے دل میں اتر گئی۔ مسجد پاکیزہ تو ہوتی ہی ہے اس مسجد کی عمارت بھی بڑی شان دار اور اہل مسجد کے اعلیٰ ذوق کا مظہر تھی۔ مغل طرز تعمیر کے ساتھ کچھ دوسرے بھی طرز تعمیر گھول گھال کے یہ عمارت کھڑی کی گئی تھی۔ ابھی مسجد کے پرشکوہ مینار نے آسمان سے باتیں کرنے جانا تھا کہ پی آئی اے کو خبر ہوگئی اور انھوں نے اس مینارِ کوہ قامت کو اپنے آہنی پرندوں (جنھیں وہ طیارے کہتے ہیں) کے ڈرنے کا سبب قرار دے کر مینار کی بلندی پر روک لگا دی۔ پتا چلا یہ جس منبر پر چڑھ کر شیخ ایک جم غفیر سے خطاب فرماتے ہیں، یہ پورے ایک لاکھ کی لاگت سے تیار ہوا ہے اور یہ کسی ایک ہی باذوق کے عطیہ کا ثمرہ ہے۔ گو وہ بچپنے کا سا ہی دور تھا، فکر میں پختگی اور رائے میں شستگی کے زمانے ابھی خوابیدہ تھے، تاہم شیخ کا اسلوبِ خطابت، مدلل انداز اور نت نئی معلوماتِ دین و دنیا پر مشتمل باتیں دل میں اتر جاتیں۔ پھر یہ بھی کرشمہ دیکھا کہ کئی جمعوں کے لئے ایک ہی آیت بطور موضوع پڑھی جاتی اور ہر جمعہ میں اس پر الگ انداز سے اور نئی معلومات لے کر گفتگو کی جاتی۔ دل

چسپ ادبی اور علمی اسلوب ہوتا اور ایک دھیمے مسکراتے لب و لہجے میں، بس اک سماں سا بندھ جاتا اک جادو سا سامعین پر ہونے لگتا اور خطاب کے مضامین کے آگے ہم طلبا کے نوآموز ذہن بھی فراخ ہو کے مطالب کے موتی چننے لگتے اور ایمان کی سرشاری رگوں میں بہنے لگتی۔

یہاں ایک بڑا عجیب منظر کئی دفعہ دیکھنے کو ملتا، آپ ایک خاص تنظیم کے منہج و موقف کا دلائل سے پر زور ردّ فرماتے اور جب ہم جمعہ پڑھ کے مسجد سے نکلتے تو دروازے پر اسی تنظیم کے کارکنان کو جھولی پھیلائے اور لہجہ پگھلائے چندہ مانگ رہے ہوتے اور یہ منظر کئی دفعہ دیکھنے کو ملتا۔ ہمیں دونوں کی استقامت پر حیرت ہوتی۔ ایک دن موصوف کے علم میں یہ بات آئی کہ اس ناچیز کی کتابت اور لکھائی کچھ بہتر ہے، فوراً حفاظ بچوں کی کتابت کی اصلاح پر مامور کر دیا۔ اب دوپہر کے وقت میں اپنے ہم مکتب ساتھیوں کو کتابت کی اصلاح دینے لگا، اس سے محسوس کیا جا سکتا ہے کہ وہ دینی طلباء کو اپنے بچوں کی طرح سمجھتے تھے اور ان کی بہبود اور اصلاح کیلئے تمام ممکن وسائل و ذرائع اختیار کرتے تھے۔ پھر ایک دن حافظ صاحب نے حفظ کے بچوں پر اک اور کرم فرمایا اور ہمیں تیسویں پارے کی پہلی صورت کا ترجمہ پڑھانا شروع کر دیا۔ طلبا حلقہ باندھ کے بیٹھ جاتے اور آپ ایسے انداز میں اس سورۂ مبارکہ کی تشریح اور تفسیر بیان فرماتے کہ نا صرف مضامین ذہن میں بیٹھتے جاتے بلکہ بیان کردہ چیزیں باقاعدہ محسوسات میں اترنے اور ذہن میں تخلیق ہونے لگتیں۔ جب اس آیت مبارکہ پر (وکاساً دھاقاً) پہنچے کہ جس میں بتایا گیا ہے کہ جنت میں پیمانے یا گلاس پوری طرح مشروب سے معمور اور بھرے ہوئے ہوں گے۔ تو فرمانے لگے کہ یہ لسی کے گلاس ہوں گے، وجہ یہ بتائی کہ لسی کے گلاس بھرے بھرے اچھے لگتے ہیں جبکہ چائے کے کپ ذرا نیم بھرے ہی تہذیب کی علامت محسوس ہوتے ہیں۔ غرض ایسی منظر کشی فرمائی اور ایسی دلوں میں لسی کی چاہت جگا دی کہ ہم چائے کے رسیا بھی سبق سے اٹھ کے پنڈی میں لسی ڈھونڈنے نکل کھڑے ہوئے۔ ڈھونڈ ڈھانڈ کے لسی پی گئی اور سردی میں کی گئی اس چاہت کی سزا کی کئی دن تک نزلے اور زکام کی صورت میں بھگتنا پڑی اور ہم آج تک اسے حافظ صاحب کی کرشمہ ساز گفتگو کا اثر سمجھتے ہیں کہ بات سننے والا عمل کی خاطر لسی ڈھونڈتا پھرے ورنہ آج کل کے خطباء کی زبانوں کا اثر تو آپ کو معلوم ہی ہے۔

انھی دنوں ایک دفعہ کسی کام سے آپ کے گھر جانا ہوا۔ ماشا اللہ کیا شاندار اور وسعت و فراخی والا پرسہولت اور بابرکت گھر تھا۔ مور بھی وہاں ٹہلتے ہم نے دیکھے اور دل بہت خوش ہوا کہ حافظ صاحب کا کیا ہی عمدہ ذوق ہے۔ ایک دن ایک صاحب مسجد آئے اور انھوں نے باتوں باتوں میں غالب کی کسی غزل کا ایک شعر پڑھ ڈالا۔ حافظ صاحب فرمانے لگے ہاں یہ غالب کی فلاں غزل کا شعر ہے پھر غزل کا پہلا اور آخری شعر بھی پڑھ دیا۔ معلوم ہوا شعر و ادب کا نہایت عمدہ ذوق رکھتے ہیں اور برمحل شعر پڑھ ڈالنا آپ کے معمول مبارک میں باقاعدہ شامل ہے۔ قرآن مجید حجازی لہجے میں نہایت پرسوز اور پیاری آواز میں پڑھتے اور معمول تھا کہ نماز فجر میں مسلسل قرآن پڑھتے جاتے۔ فجر کے بعد درس بھی دیا کرتے۔ کچھ عرصہ بعد پھر میں وہاں سے آ گیا اور فیض رسانی کا سلسلہ موقوف ہو گیا اور ہم نے کچھ عرصہ بعد لاہور ڈیرے ڈال دیئے۔ سچی بات ہے جیسی تب عمر تھی اس محرومی کا زیادہ احساس بھی نہ ہوا۔ ایک سوچ البتہ بڑی دیر تک آتی رہی کہ اگر کسی کا گھر حافظ صاحب کے پاس ہو یا کسی طرح وہ جمعہ آپ کے پیچھے پڑھ سکے تو بہت جلد وہ دین اسلام کے صحیح فہم کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔

اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ اللہ کے فضل و کرم سے حافظ صاحب سے ربط و تعلق کا ایک اور سلسلہ نکل آیا۔ اس بابرکت سلسلے کا نام تھا، پیغام ٹی وی۔ حافظ صاحب ان علما میں سے تھے جنھوں نے بہت جلد اور بڑی شرح صدر سے دینی معاملات کے لئے ویڈیو اور ٹی وی کی ضرورت محسوس کر لی تھی اور وہ عملاً اس کے قائل ہی نہیں فاعل بھی ہو گئے تھے۔ آپ پیغام ٹی وی لاہور اسٹوڈیوز میں بڑے اہتمام سے تشریف لایا کرتے اور زیادہ تر اتوار کو ورود فرمایا کرتے۔ پیغام میں ریسرچ کے شعبے میں تشریف لاتے تو ہم تشنگانِ علم کے چہروں پر مسرت کی لہر دوڑ جاتی۔ ہم کوشش کرتے کہ بہت جلد آگے بڑھ کر آپ کے کو ملیں۔ مجھے تو یہ سعادت بھی میسر آتی کہ میں آپ کا تھیلا اٹھا کے آپ کو نیچے گاڑی تک چھوڑنے چلا جاتا۔

دراصل آپ کو پیغام سے اک گونہ دلچسپی اور دلی ربط و تعلق تھا۔ آپ نے یہاں بے شمار پروگرام ریکارڈ کروائے۔ خاص طور پر ''نورِ قرآن'' کے نام سے پورے قرآنِ مجید کی تفسیر اور اعجازِ

حدیث کے نام سے حدیث کے معجزہ ہونے پر ایک طول طویل علمی سیریز ریکارڈ کروائی۔ آپ کا کہنا تھا کہ جس طرح قرآن مجید بجائے خود ایک معجزہ ہے کہ جسے اپنا آپ منوانے کے لئے کسی خارجی قرینے کی ضرورت نہیں، اسی طرح حدیث میں بھی It self یہ خوبی وصلاحیت موجود ہے کہ یہ اپنا اثبات خود کروا سکتی ہے۔

مولانا اسحٰق بھٹی صاحب (جنھیں ایک دن نئی بات اخبار کے ایڈیٹوریل ایڈیٹر اور بلا کے مقرر و سینئر کالم نگار حافظ شفیق الرحمٰن صاحب نے نابغہ قرار دیا تھا) نے آپ پر چمنستان حدیث میں ایک بڑا معلوماتی مضمون شامل کر رکھا ہے۔ دراصل حافظ عبدالحمید ازہر صاحب کا اصلی میدان حدیث ہی تھا۔ بڑی گہری اور بصیرت بھری نگاہ تھی ان کی حدیث اور فن حدیث پر (شاید یہ بات لفظوں میں سمجھانا مشکل ہو کہ وہ) کس قدر کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ کئی احادیث کے عرف عام میں معروف و مقبول تراجم اور مفہوم کے سلسلے میں وہ ہماری اصلاح کرواتے تو عقل دنگ اور تفہیم سیراب ہونے لگتی۔ آنجناب کے ایک عرب کلاس فیلو نے آپ کی وفات کے بعد اپنے فیس بک سٹیٹس میں لکھا کہ حافظ صاحب نے حدیث پر عصر حاضر کے سب سے بڑے محدث علامہ البانی کے کام پر بعض استدراکات ڈھونڈے جو علامہ البانی تک پہنچا بھی دیئے گئے۔

ایک دفعہ میں نے ڈاکٹر عبدالرشید اظہر صاحب سے پوچھا کہ شیخ صاحب! کیا آپ یہاں اپنے سے بڑا کسی کو عالم سمجھتے ہیں؟ آنجناب اک ذرا دیر سر جھکائے بیٹھے رہے اور پھر فرمانے لگے: ''حدیث میں حافظ عبدالحمید اظہر مجھ سے آگے ہیں۔'' اب اس اعترافی جملے کا مطلب وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جنھیں حافظ عبدالرشید اظہر رحمہ اللہ کی قابلیت وشخصیت کا پورا ادراک ہے۔ یہ سن کر میں حیرت زدہ رہ گیا کہ اس دور میں ہم طالب علم حافظ عبدالحمید ازہر رحمہ اللہ کو کم ہی جانتے تھے اور اپنے تصور میں ڈاکٹر صاحب کو ہی بہت بڑا عالم مانتے تھے۔ دراصل ڈاکٹر عبدالرشید اظہر صاحب کی شخصیت میں حافظے اور ذہانت نے مل کر جو طوفان اٹھا رکھا تھا کوئی کم ہی ان کی ٹکر کا محسوس ہوتا تھا۔ خیر یہ مقام اظہر صاحب کے نہیں ازہر صاحب کے تذکرے کا ہے۔ معروف محقق مرحوم زبیر علی زئی رحمہ اللہ نا صرف آپ کے شاگرد تھے بلکہ آپ کی بصیرت حدیث و فقہ کے معترف بھی تھے۔ محترم

عبداللطیف ساجد صاحب ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر مرحوم کے بھتیجے بھی ہیں اور داماد بھی۔ آپ مدینہ یونیورسٹی کے فاضل ہیں اور مکتب الدعوہ میں بطور مبعوث خدمات سرانجام دیتے ہیں، اسلامی یونیورسٹی اسلام میں پڑھاتے بھی ہیں۔ وہ ازہر صاحب سے بے حد استفادہ کرنے والوں میں سے ایک ہیں۔ آنجناب کا فرمانا تھا کہ حدیث وفقہ، شعروادب، تفسیر، منطق، تفقہ واستدلال، معاصر معلومات جس سلسلے میں بھی حافظ صاحب سے رابطہ کیا جاتا، آپ چند ثانیوں میں گنجلک ترین مسائل کو بھی چٹکیاں بجاتے حل فرمادیتے۔

پیغام ٹی وی کی برکتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ یہ بہت سی دینی شخصیات اور جماعتوں کا پلیٹ فارم بھی بن گیا ہے۔ کسی میٹنگ کے سلسلے میں ہم النور انٹرنیشنل کے دفتر میں معروف اسلامی سکالر میڈم نگہت ہاشمی صاحبہ کے پاس بیٹھے تھے کہ پیغام کے مقررین کا تذکرہ ہونے لگا۔ میڈم نے بتایا کہ ویسے تو انھیں اپنی دینی مصروفیات سے ٹی وی دیکھنے کا وقت کم ہی ملتا ہے تاہم انھوں نے پیغام کے ایک سکالر کا ایک پروگرام نیٹ پر سنا، یہ پروگرام انہیں اتنا بھایا کہ میڈم نے اسے ایک بار پھر سنا اور پھر اتنا اچھا لگا کہ تیسری بار بھی سماعت فرمایا۔ آپ مقرر کو جانتی نہ تھیں مگر بعد میں پتا چلا کہ آپ حافظ عبدالحمید ازہر صاحب کی بات کر رہی تھیں۔ میں نے یہ بات بعد میں حافظ صاحب کو بھی بتائی۔ ایسے مواقع پر آپ میں انکساری کی خاص ادا جاگتی تھی۔ دراصل حافظ صاحب میں جتنا علم تھا اس سے کئی درجے زیادہ اخلاق تھا۔ ایک مشفقانہ مسکراہٹ تو شاید حافظ صاحب کے چہرے کی لکیروں میں سما گئی تھی اور پھر اس پر بے پناہ عجز وانکسار۔ وہ لطافت اور وہ شگفتگی تھی کہ بس اس معاملے میں آپ کو شاید چند ہی لوگ ایسے مل سکیں کہ جن کے پاس بیٹھ کر آپ اپنے آپ کو بدبودار گنہگار اور تقریباً جہنمی سمجھنے کے بجائے ایک جیتا جاگتا اور اہم انسان سمجھنے لگیں۔

پیغام ہی نہیں پی ٹی وی پر بھی آنجناب گاہے تشریف لے جاتے۔ ریڈیو پاکستان پر بولتے تو شاید زندگی کا ایک حصہ بیت گیا تھا۔ صبح دم چلنے والے پروگرام ''حی علی الفلاح'' میں آپ اکثر لوگوں کی دینی رہنمائی فرماتے۔ اخبارات میں خصوصاً کالم ضرور پڑھتے اور تبصرہ بھی فرماتے

۔ایک ان تشریف لائے تو فرمانے لگے ''بھئی ! آپ نے پیرزادہ کے تو خوب لتے لئے۔'' آپ دراصل نئی بات (اخبار) میں چھپنے والے میرے اس کالم کا تذکرہ فرمارہے تھے جو میں نے یاسر پیرزادہ صاحب کے ایک کالم پر لکھا تھا، میں نے حیرت سے پوچھا شیخ صاحب! آپ نے کہاں پڑھا؟ فرمانے لگے فیس بک پر۔اس داد اور حوصلہ افزائی نے مجھے ایک سند عطا کردی۔آپ ایسے ہی تھے خورد نواز اور مہربان۔

ابھی اگلے دن میرے پاس پیغام کے آڈیو اور شعبہ نعت کے ڈائریکٹر محترم جعفر طیار صاحب بیٹھے تھے۔کہنے لگے میرا تو بہت نقصان ہوگیا، مجھے تو جب بھی شعروادب کے حوالے سے کسی رہنمائی یا مشورے کی ضرورت پڑتی تھی، میں حافظ صاحب کو کال کرلیا کرتا تھا۔دراصل حافظ عبدالحمید ازہر ادب شناس بھی تھے اور ادب کا انھوں نے مطالعہ بھی خوب کر رکھا تھا۔چنانچہ رہنمائی بھی خوب کرتے اور مشورہ بھی بڑا اچھا تلا دیتے۔جعفر طیار صاحب ماشااللہ شاعر بھی ہیں، خوش گلو بھی ہیں اور وہ سب جانتے ہیں کہ جس فن کی بدولت انھیں بھاری معاوضوں کی بھی آفر ہوتی رہتی ہے مگر وہ اپنے فن کو دین کے لئے وقف کر چکے ہیں۔ان کا کہنا تھا کہ حافظ صاحب کبھی کچھ سر میں بھی پڑھتے تھے اور آپ بے سرے نہیں تھے، مکمل طور پر سر میں تھے۔ان کے بقول یہ خداداد صلاحیت تھی۔جہاں تک پیغام کی بات ہے تو اس سے آنجناب کی محبت کے مظاہر ہمیں آج بھی آبدیدہ کردیتے ہیں۔آپ بالخصوص پیغام کے ریسرچ ڈیپارٹمنٹ سے خصوصی محبت وتعلق رکھتے تھے۔انھیں اس ڈیپارٹمنٹ کے ہم جیسے نالائقوں پر کچھ کچھ اعتماد بھی تھا۔ایک دن کسی بات پر ایک معروف اور معتبر پبلشنگ ادارے کا نام لے کر کہنے لگے کہ انھیں چاہئے کہ وہ اپنی کتابوں کا مراجعہ پیغام ٹی وی کے سکالرز سے کروالیا کریں۔ہم اس پر پھول گئے۔یہ ان کا ظرف تھا ورنہ زیادہ تر لوگ اپنے آپ کو اس بات پر مامور سمجھتے ہیں کہ ان کی موجودگی میں کوئی پھل پھول نہ سکے، ہاں جتنا ہو سکے سوکھتا چلا جائے تو سمجھئے ان کی زندگی کا حق ادا ہو گیا۔

آپ لکھتے تھے اور ماشااللہ بڑا اچھا تلا لکھتے تھے۔اخبار ورسائل میں لکھا اور کئی کتابیں تصنیف فرمائیں۔ہاں چونکہ علمی پس منظر تھا، سو ذرا علمی زبان لکھتے تھے۔ایک دفعہ ہم نے نظر ثانی کے

بجائے شیخ عبدالرحمٰن السدیس کے خطبے کا ترجمہ کروایا، ترجمہ آ گیا اور میں نے دیکھا تو وہ عام آدمی کے لئے قدرے بھاری لگا۔ بات یہ بھی تھی کہ شیخ السدیس کا خطبہ تو خود عربوں پر بھی بھاری پڑتا ہوگا۔ اب جب وہ شیخ عبدالرحمٰن السدیس کی کلاسیکی عربی سے شیخ عبدالحمید ازہر رحمہ اللہ کی معیاری اردو میں آیا تو یہی ہونا تھا جو ہو چکا تھا۔ میں نے فون ملایا اور شیخ کا شکریہ ادا کیا اور کہا شیخ اب ایک گزارش ہے، کہنے لگے کیا، میں نے عرض کیا شیخ ازراہِ کرم! اس اردو کا بھی اردو میں ترجمہ کر دیجئے۔ ہنسے اور دیر تک ہنستے رہے۔ حال ہی میں پیغام کو جن نئے سکالرز کی خدمات حاصل ہوئی ہیں، ان سے بڑے خوش تھے کہ اب عربی کو اپنی زبان کی طرح سمجھنے والے بھی یہاں آ گئے ہیں۔ پیغام کی وجہ سے گھر میں ٹی وی دیکھنے کا اہتمام کر لیا تھا۔ جب بھی کوئی اصلاح طلب چیز دیکھتے فوراً فون کر کے رہنمائی فرماتے۔ جہاں ہمیں دینی معاملے میں رہنمائی کی ضرورت ہوتی، کسی فقہی مسئلے میں معتدل اور متوازن رائے درکار ہوتی فوراً فون کھڑکا دیتے اور ادھر سے چہکتے ہوئے استقبالیہ کلمات رگ وجاں میں سرشاری کی کیفیتیں پیدا کر دیتے۔ مشکل مسئلے بھی ہم انسے پوچھتے اور وہ بھی پوچھتے جن کا عرب معاشرے میں تو پوچھ لئے جانے کا رواج یا حوصلہ ہے ہمارے ہاں مگر علما اور عوام دونوں کے پر جلتے ہیں۔ وہ بتاتے تھے اور قطعاً نہ گھبراتے تھے اور دین کے معاملے میں کبھی بات کرنے سے نہ شرماتے تھے۔ جب تک خون میں گردش اور اعصاب میں حواس رہے، مکی اور مدنی خطبات کے ہمارے سکالرز کے تراجم کی نظرِ ثانی فرماتے رہے۔ شیخ عبدالرحمٰن السدیس حفظہ اللہ کے خطبات کا ایک انتخاب جناب ابوتراب صاحب نے ترجمہ کروایا تھا، اس پر بھی آپ نے بڑی محبت اور ہمارے اصرار پر تیزی سے نظر ثانی فرمائی۔ معمول تھا کہ ہم لاہور سے خطبات حرمین کا سکرپٹ بھیجتے، آپ راولپنڈی میں کسی کو بھیج کے باہر سے اس کا پرنٹ منگواتے پھر سکرپٹ کی اصلاح فرماتے اور پھر اسی طرح ان کاغذات کو باہر بھیج کر سکین کروانے کے عمل کے بعد ہمیں میل کرواتے۔ ایک دن فون پر بات ہوئی تو کہنے لگے کہ اب میں نے پرنٹر اور سکینر خرید کے گھر ہی میں رکھ لئے ہیں اور یہ سارا عمل خود سیکھ بھی لیا ہے تاکہ خطبات کی ترسیل میں تاخیر نہ ہو۔ بتائیے بھلا ایسے بھی علما اور متعاون لوگ ملتے ہیں کہیں؟ یقیناً کم کم اور خال خال!!

شیخ صاحب بیمار ہو گئے تھے، دل کا روگ پال لیا تھا، شوگر بھی لاحق ہو گئی تھی اور جگر بھی

اب ان کا اتنا جگری یار نہیں رہا تھا۔ پیغام سٹوڈیو اسلام آباد کے انچارج عبدالجلیل شاکر صاحب سے احوال کا پتا چلتا رہتا۔ اب انھوں نے لاہور آنا تقریباً ختم ہی کر دیا تھا، سکت ہی نہ رہی تھی اور ادھر ہم نے دعائیں بڑھا دی تھیں مگر ان کے محبوب نے انھیں بلانا تھا اور ہم رکاوٹ نہ بن سکتے تھے۔ پھر پتا چلا اب آئی سی یو میں ہیں۔ پیغام ٹی وی کے چیف آپریٹنگ آفیسر حافظ ندیم صاحب نے اولین فرصت میں اسلام آباد کا سفر ترتیب دے دیا۔ کام تو اور بھی تھے مگر اتنے ارجنٹ نہ تھے اب مگر جانا لازم ہو گیا تھا۔ پنڈی میں ہولی فیملی میں جناب ندیم احمد صاحب اور عبدالجلیل صاحب کے ہمراہ ہم عیادت کی سعادت سمیٹنے جا پہنچے۔ جماعتی احباب بھی زیارت کو آئے بیٹھے تھے۔ ایک ایک کر کے ہی جا سکتے تھے۔ اپنی باری پر میں بھی گیا، مجھ سے پہلے ندیم صاحب ہو آئے تھے۔ میں ان کے چہرے سے حافظ صاحب کے احوال دیکھنے کی کوشش کرتا آگے بڑھ گیا۔ حافظ صاحب لیٹے تھے اور بہت کمزور ہو چکے تھے۔ سچی بات ہے، ان میں اس زندہ دل، ہشاش بشاش اور رونقِ مجلس بنے رہنے والے شیخ عبدالحمید ازہر کی سی کوئی بات بھی نہ تھی، اگر تھی بھی تو بس گئے دنوں کی ایک یاد کی صورت۔ وہ جو ہنس مکھ تھے اور مسکرا دینا جن کی طرف سے ہر ملنے والے کو اولیں تحفہ ملتا تھا اور جن کے شفیق اور مہربان لب آنے والوں کے لئے خوش آمدیدی کلمات کی بوچھاڑ کر دیتے تھے، آج یوں پڑے تھے کہ آئے ہوؤں کو دیکھنے کے باوجود دیکھتے نہ تھے اور سننے کے باجود سن کے جواب نہ دیتے تھے۔ میں نے اپنا تعارف کروایا مگر بے سود، ہاں وہ ٹکٹکی باندھے دیکھتے چلے گئے، لگتا تھا دماغ آنے والوں کو پہچاننے کی جدوجہد کر رہا ہے۔ اس دن کچھ بہتر بھی لگے تھے، دھیمے لہجے میں کچھ بات بھی کرتے تھے۔ ہم بوجھل دل سے اٹھ آئے، شاید اس سے تیسرے ہی دن وہ اس بزمِ جہاں ہی سے اٹھ گئے۔ اللہ غریقِ رحمت کرے، یقیناً وہ اور طرح کے انسان تھے، ایسے سانچے میں ڈھلے ہوئے کہ جن میں کبھی کبھی کوئی انسان ڈھل کے نکلتا ہے۔ بھلا ایسا جامع الصفات اور جامع الحیثیات اب کوئی شخص کہاں سے ملے گا جو مفتی بھی ہو، محدث بھی، مفکر بھی ہو اور خطیب بھی ہو، پھر مسجد کے منبر پر ہی نہیں مجلس میں بھی اور ریڈیو ٹی وی پر بھی بات کہنے کا سلیقہ رکھتا ہو۔

شیخ کے پس ماندگان میں شریکِ حیات کے علاوہ تین بیٹیاں ہیں۔ بیٹا کوئی نہیں تھا،

بیٹیوں کو انھوں نے بیٹا بھی سمجھا اور دوست بھی۔ کئی کتابیں چھوڑی ہیں اور بے شمار پروگرامز بھی۔ ابھی کل ہی میں آنجناب کا پروگرام دیکھ رہا تھا، میں نے سوچا بھلا مرتا تو وہ ہے جس کے اعمال بند ہو جائیں۔ شاگردوں، کتابوں اور ریکارڈ کروائی گئی تقریروں کی صورت وہ تو آج بھی بولتے ہیں اور ان کی میزان حسنات میں برابر اضافہ ہو رہا ہے۔ شیخ صاحب کا جنازہ قابل رشک تھا۔ ویسا ہی جس کو دیکھ کے آپ کو خواہش ہونے لگتی ہے کہ کاش یہ آپ کا جنازہ ہوتا۔ ملک بھر سے شیوخ الحدیث، علما، طلبا اور دین سے وابستگی رکھنے والوں کا جم غفیر امڈا چلا آیا تھا۔ وہ سسکتے تھے کہ ان کے قبیلے کا ایک قابل فخر سپوت جا تا رہا۔ وصیت تھی کہ جنازے پر کوئی توصیفی کلمہ نہیں کہا جائے گا، جنازے کی نماز شیخ الحدیث مسعود عالم حفظہ اللہ نے پڑھائی۔ جنازے علما کے ہی ہوتے ہیں، ہم تم کی تو بس رسم ادا ہوتی ہے۔ یہاں عرب بھی اداس تھے اور عجم بھی۔ جس خاموشی سے دین کی عمر بھر خدمت کی اسی خاموشی سے لحد میں جا اترے۔ اللہ نیکیاں قبول کرے، آخرت کی گھاٹی آسان کرے، مسجد کو ایسا ہی آباد کار دے اور پس ماندگان کو اجر و صبر سے نوازے۔ آمین!

روح کی غذا

تقریر.....ڈاکٹر عبدالرشید اظہر رحمہ اللہ
تلخیص.....حافظ اسامہ اشرف (وزیر آباد)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔(وکذلك قوحینا الیك روحا من امرنا ما کنت تدری ما الکتاب ولا الا یمان ویکن جعلنا ہ نورا نھدی بہ من نشاء من عبادنا وانك لتھدی الی صراط مستقیم)

''اوراسی طرح ہم نے تیری طرف اپنے حکم سے ایک روح کی وحی کی تو نہیں جانتا تھا کہ کتاب کیا ہے اور نہ یہ کہ ایمان کیا ہے اور لیکن ہم نے اسے ایک روشنی بنا دیا ہے جس کے ساتھ ہم اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں راہ دکھاتے ہیں اور بلا شبہ تو یقیناً سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے''

انسان دو چیزوں روح اور جسم کا مرکب ہے جسم کی اصل مٹی ہے ۔اس کی پہلی تخلیق اللہ تعالیٰ نے مٹی سے کی اور اس کی غذا بھی مٹی سے پیدا کی ۔روح کو اللہ تعالیٰ نے اوپر سے اتارا ہے اور اس کی غذا بھی اوپر سے اتاری ہے ۔

انسان کی اصل چیز روح ہے جب تک اس کے اندر روح موجود ہوتی ہے سب لوگ اس سے محبت کرتے ہیں لیکن جب اس کی روح پرواز کر جاتی ہے تو اس کی ماں بھی اس سے ڈرنے لگتی ہے کوئی اس کے پاس ایک رات بھی نہیں گزار سکتا ،اگر جسم بیمار ہو جائے تو ہم فوراً پریشان ہو جاتے ہیں اور اسکا علاج کرواتے ہیں اور اگر انسان کی اصل چیز روح بیمار ہو جائے تو پرواہ نہیں کرتے ،کوئی علاج نہیں کرواتے حتٰی کہ بیماری بڑھ جاتی ہے اور اصل انسان مر جاتا ہے ۔حالانکہ ان کے علاج کے لیے ہسپتال بھی مساجد اور مدارس کی صورت میں کھلے ہوئے ہیں اور اللہ کے فضل وکرم سے فری علاج کرتے ہیں۔

انسان کی روح اتنی پاکیزہ ہے کہ اس کی نسبت اللہ نے اپنی طرف کی ہے اور اسکی غذا اوپر سے اتاری

ہے اور اتنی پاکیزہ اتاری ہے کہ اس سے بڑھ کر پوری کائنات میں نہیں ہے اگر انسان کی روح زندہ ہو تو اس کو نیکیوں سے خوشبوں آئے اور برائیوں سے بدبو آئے۔ نماز پڑھے، صدقہ کیے بغیر انسان رہ نہ سکے جب قرآن کی تلاوت کرلے یا سنے تو اس کی روح کو سکون ملے اور ایک ایک لفظ روح کی غذا بنے

جس طرح اللہ تعالیٰ نے جسم کی ضرورت کے لیے ہر چیز پیدا کی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے روح کی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے وحی جیسی پاکیزہ غذا آسمانوں سے اتاری ہے، جو لوگ قرآن وسنت کو چھوڑ کر کسی دوسری چیز کی طرف جاتے ہیں یہ لوگ ایسے ہیں جو اچھی غذا چھوڑ کر گندی غذا کھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اچھی غذا پر اکتفا کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ (آمین)

❀❀❀❀❀

رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے

۱۔ الزِّيْنَة:

یہ سفید تھا جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«أَنَّ لِوَاءَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ دَخَلَ مَكَّةَ أَبْيَضَ» .

''رسول اللہ ﷺ جب فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کا جھنڈا سفید تھا۔''

أبوداود، الجهاد : ٢٥٩٣

۲۔ الصَّفْرَاء: زرد رنگ کا

ابوداود، الجهاد، ٢٥٩٣، الترمذی: ١٦٨١ ، ابن ماجه: ٢٨١٨.

۳۔ العُقَاب

یہ سیاہ رنگ کا چنوکرہ تھا۔ ترمذی: ۱۶۸۰ میں ہے۔

«أَنَّ رَأْيَةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ كَانَتْ سَوْدَاءَ مُرَبَّعَةً مِنْ نَمِرَةٍ» .

''بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا سیاہ ربع شکل کا اون کے کپڑے کا تھا۔''

ابوداود، الجهاد: ٢٥٩١ ، احمد: ٤/ ٢٩٧۔ مراسلہ: **زبیر الرحمن حاصل پوری**

Mujallah **AL-MUKARRAM** Gujranwala
Jamia Islamia Salfia (Mukarram Masjid) Model Town Gujranwala

مع اہلیہ مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ کی علمی اور حکیم محمود رحمہ اللہ کی عملی یادگار

جامعہ اسلامیہ سلفیہ

جامع مسجد مکرم اہلحدیث ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ

شعبہ جات

علوم اسلامیہ (درس نظامی)

- تجوید القرآن
- حفظ القرآن
- ترجمۃ القرآن
- ناظرۃ القرآن
- تعلیم بالغاں
- تعلیم نسواں شعبہ
- نشر واشاعت

خصوصیات

بہترین نصاب، بلند معیار تعلیم، مشفق اور محنتی اساتذہ کی نگرانی میں اعلیٰ تربیت کا خصوصی اہتمام، طلبہ کی کردار سازی اور بہترین علمی وعملی ماحول، وسیع اور کشادہ ماحول لائبریری اچھی کارکردگی کے حامل طلبہ کے لیے حوصلہ افزائی کے انعامات

نوٹ

جامعہ ھذا کے تمام شعبہ جات میں ۱۰ شوال سے داخلہ جاری ہے۔

برائے رابطہ:

055-3846592
0321-7202700

قارئین کرام! سلسلۂ دار المکرم آپ کا اپنا رسالہ ہے، خود پڑھیں، دوسروں کو پڑھنے کی دعوت دیں، ہمیں آپ کی قیمتی آراء کا انتظار رہے گا، اپنے گراں قدر مشوروں سے نواز کر شکریہ کا موقع دیں